وَاِنَّكَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ

شفاف نعتیں

جن میں کوئی مضمون شریعت کے خلاف نہیں

www.KitaboSunnat.com

ترتیب

پروفیسر مولانا محمد رفیق چودھری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے
کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی
کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے
درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَاِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ

ابن مسعود اسلامک لائبریری
کتاب نمبر: 1324
J3-504 جوہر ٹاؤن لاہور

شفاف نعتیں

جن میں کوئی مضمون شریعت کے خلاف نہیں

محمد رفیق چودھری

مکتبہ قرآنیات۔ لاہور

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جُملہ حقوق محفوظ ہیں

نام	:	شفاف نعتیں
مرتب	:	پروفیسر مولانا محمد رفیق چودھری
ناشر	:	مکتبہ قرآنیات لاہور
اہتمام	:	حافظ تقی الدین
سرورق	:	محمد عامر سعید
اشاعت سوم	:	2003
قیمت	:	-/75

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ.

www.KitaboSunnat.com

قال حسّان بن ثابت رضی اللہ عنہ

وَأَحْسَنُ مِنْكَ لَمْ تَرَ قَطُّ عَيْنِي
وَأَجْمَلُ مِنْكَ لَمْ تَلِدِ النِّسَاءُ
خُلِقْتَ مُبَرَّأً مِنْ كُلِّ عَيْبٍ
كَأَنَّكَ قَدْ خُلِقْتَ كَمَا تَشَاءُ

میری آنکھوں نے آپؐ سے بڑھ کر کوئی حسین نہیں دیکھا
اور آپؐ سے زیادہ خوبصورت کسی ماں نے جنا ہی نہیں
آپؐ ہر عیب سے پاک پیدا ہوئے
گویا آپؐ اپنے حسبِ منشا پیدا ہوئے

(حضرت حسّان بن ثابتؓ)

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

○☆○☆○

ادب گاہیست زیرِ آسماں از عرش نازک تر
نفس گُم کردہ می آید جُنیدؒ و بایزیدؒ ایں جا

(عزّت بخاری)

○☆○☆○

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہرست

دیباچہ 9

حمدِ باری تعالیٰ:

خداوندا! شہنشاہِ زمین و آسماں تُو ہے 11

شفّاف نعتیں:

دیوانۂ عشقِ احمدؐ ہوں احسان ہے مجھ پر قسمت کا 13

کچھ نہیں مانگتا شاہوں سے یہ شیدا تیرا 15

آپؐ سا اور نہیں کوئی بھی انساں آقا 17

وہ ہیں محبوبِ حق کونین میں ہے احترام اُن کا 19

کسی غمگسار کی محنتوں کا یہ خُوب مَیں نے صِلہ دیا 20

زندگی کو تاابَد ممنونِ احساں کر دیا 22

اے خاورِ حجاز کے رَخشِندہ آفتاب 25

ہر ابتدا سے پہلے ہر اک انتہا کے بعد 26

قرآن کی تفسیر ہے گفتارِ محمدؐ 27

ہیں مُہرِ نبوت بداماں محمدؐ 28

لاکھوں سلام اُس شہ عالی صفات پر 29

وہ سیّدِ سادات، وہ اللہ کے دلدار 31

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خوش خصال و خوش خیال و خوش خبر خیر البشرؐ	33
چھائی ہوئی تھی ظلمتِ عصیاں ترے بغیر	35
خدا گواہ دل و جاں سے ہوں فدائے رسولؐ	39
مصطفیٰؐ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام	41
ہادیٔ برحق، آیۂ رحمت، صلی اللہ علیہ وسلم	43
روحِ محبت، پیکرِ شفقت، صلی اللہ علیہ وسلم	44
وردِ زباں ہے نامِ پیمبر، صلی اللہ علیہ وسلم	46
رحمتِ داور، سرورِ عالم، صلی اللہ علیہ وسلم	47
مطلعِ ایماں، مظہرِ عرفاں، صلی اللہ علیہ وسلم	48
چل رہی تھی ظلم کی تلوار زیرِ آسماں	50
مدینے کے در و دیوار دیکھوں	54
وہ شمعِ اُجالا جس نے کیا چالیس برس تک غاروں میں	56
چاند میں چاندنی نہیں، پھول میں دلکشی نہیں	57
کھلا دل کا گلستاں گنبدِ خضرا کے سائے میں	58
دل جس سے زندہ ہے وہ تمنا تمہی تو ہو	60
سرشارِ جامِ بادۂ اقرا تمہی تو ہو	62
شامِ الم کی صبحِ فروزاں تمہی تو ہو	64
پُوچھو نہ فرشتوں سے، نہ انسان سے پوچھو	65
مدینے کا سفر ہے اور مَیں نم دیدہ نم دیدہ	66

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خُوشبو ہے دو عالم میں تری اے گُلِ چیدہ	68
کونین کے سردار ہیں مدفونِ مدینہ	70
اے کہ ترا وجودِ پاک دُشمنِ فتنہ پروری	71
مطلعِ نورِ ہُدیٰ ہے سُنتِ خیرُالوَریٰ	73
غارِ حرا تھی منزلِ خلوت حضورؐ کی	75
لازم ہے مومنوں پہ اطاعت رسولؐ کی	76
تُوّنے ہر شخص کی تقدیر میں عزت لکھی	78
گماں پہ فتح اگر قوتِ یقیں سے ملی	79
سلام اے آمنہ کے لال، اے محبوبِ سبحانی	81
جو سینۂ سحر میں کرتا ہے ضَوفشانی	83
یہی ہے دو جہاں کی بادشاہی	84
کس پیکرِ نزہت کے دل میں مرے یاد آئی	85
صبا یہ کس کی آمد کی نویدِ جاں فزا لائی	86
اللہ اللہ کتنا اونچا ہے مقام مصطفیؐ !	87
دنیا کو گمرہی سے نکالا حضورؐ نے	88
سلام اُس پر جسے حق نے عطا کی شانِ یکتائی	89
بھٹکے ہوؤں کو راہ دکھائی ہے آپؐ نے	90
اِنسانیت کا درس پڑھایا حضورؐ نے	91
ہیچ ہیں دونوں جہاں میری نظر کے سامنے	93

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسرور کیا، سرشار کیا، اُس کالی کملی والے نے	94
رستہ جو ملا فخرِ رسالت ﷺ سے ملا ہے	96
جس میں ترا عکس اُتر گیا ہے	97
یادِ نبی ﷺ کے لطف سے جو فیض یاب ہے	99
جب تک دیارِ پاکِ مدینہ میں ہم رہے	100
کوئی کیا بتائے کہ چیز کیا یہ گدازِ عشقِ رسول ﷺ ہے!	102
شمس و قمر کی ضو ترے قدموں کی دھول ہے	103
محمد ﷺ کا ہمسر جہاں میں نہیں ہے	104
کہاں وہ بات کسی صاحبِ صفات میں ہے	105
رخشندہ ترے حُسن سے رُخسارِ یقیں ہے	106
موسیٰ سے سرِ طُور کلام اپنی جگہ ہے	107
مچی اِک دُھوم عالم میں محمد مصطفیٰ ﷺ آئے	108
وہ موجِ نور جو مشعل ہے کارواں کے لئے	109
رسولِ مجتبیٰ ﷺ کہئے، محمد مصطفیٰ ﷺ کہئے	111
اے اُمتِ غنُودہ و انبوہِ بے وقار	112
سلام اُس پر جو چمکا کفر کی کالی گھٹاؤں میں	116
سلام اُس پر کہ جس کو احمدِ مختار ﷺ کہتے ہیں	117
سلام اُس پر، لقب تھا رحمۃٌ للعالمیں جس کا	121
سلام اُس پر کہ جس نے بیکسوں کی دستگیری کی	125

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیباچہ

وہ نظم جو رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی شان میں کہی جائے، نعت کہلاتی ہے۔ یہ ایک مشکل صنفِ سخن یا موضوعِ سخن ہے اور نعت کہنا گویا تلوار کی دھار پر چلنا ہے۔ اِس میں اگر غلو کیا جائے تو یہ شرک اور کفر ہو جاتا ہے اور اگر اِس میں کمی کی جائے تو یہ تنقیص و توہین ہو جاتی ہے۔ گویا اِس میں ذرا سی کوتاہی اور بے احتیاطی مدح کو قدح میں اور ہدایت کو گمراہی میں بدل سکتی ہے۔ لہٰذا نعت کہنے میں بڑی احتیاط اور ہوش کی ضرورت ہے۔

نعت کی نسبت حمد کہنا آسان ہے کیونکہ حمد میں ہر طرح کا مبالغہ نہ صرف جائز بلکہ مستحسن ہے جب کہ نعت میں ہر طرح کی مبالغہ آرائی جائز نہیں۔ ع

با خُدا دیوانہ باش و با مصطفیؐ ہشیار باش

محبتِ رسولؐ، سوز و گداز، ادب و احترام، سنجیدگی و متانت، حقیقت نگاری اور حفظِ مراتب، سچّی اور حقیقی نعت گوئی کے عناصر ترکیبی ہیں۔ حفظِ مراتب سے مراد یہ ہے کہ نعت کہنے والا اللہ اور بندے میں یعنی خالق اور مخلوق میں فرق و امتیاز کو ہر حال میں ملحوظ رکھے ورنہ وہ الحاد، شرک اور زندقہ میں مبتلا ہو جائے گا۔ ع

گر حفظِ مراتب نہ کنی زندیقی

چونکہ ہمارے کئی شعراء نے نعت کے اصل لوازم اور مقتضیات کو ہر مقام پر پیشِ نظر نہیں رکھا اِس لئے نعتوں کے ایک ایسے مجموعے کی ضرورت

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محسوس کی جا رہی تھی جو اِفراط و تفریط سے مُبّرا اور غُلُوّ سے پاک ہو اور جس کے مضامین میں کوئی بات خلافِ اسلام بھی نہ ہو۔ اِسی ضرورت کو پُورا کرنے کے لئے یہ مجموعہ مرتب کیا گیا ہے' جس میں ایک حمد اور ۶۹ نعتیں شامل ہیں۔ اِس میں خصوصیت کے ساتھ یہ امر ملحوظ رکھا گیا ہے کہ کسی نعت میں کوئی مضمون ایسا نہ ہو جو خلافِ شریعت ہو یا جس پر اسلامی تعلیمات کے حوالے سے کوئی اعتراض وارد ہو سکتا ہو۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ شاعری استعارہ و تشبیہ' علامت اور مبالغے کی زبان ہے' اس لئے نعت گوئی کے مضامین میں علمائے اسلام نے اس حد تک مبالغے کو جائز ٹھہرایا ہے جس حد تک وہ اسلامی تصورات سے متصادم نہ ہو۔

میں چونکہ مفتی نہیں ہوں اس لئے میری اِس نہج کی کوشش کو حتمی اور آخری (Final) قرار نہیں دیا جا سکتا اور اِس میں اختلاف کی گنجائش بہرحال موجود ہے۔ البتہ دین کا ایک ادنیٰ طالب علم ہونے کی حیثیت سے مَیں نے پوری احتیاط برتی ہے کہ اِس نعتیہ مجموعے میں کوئی ایسی بات نہ آنے پائے جو شریعت کے خلاف ہو۔ پھر مَیں نے اِس معیار پر اُردو کے پُورے ذخیرۂ نعت کو نہیں پَرکھا۔ یہ کام کوئی اور شخص کر سکتا ہے جو اس کا اہل ہو۔ مجھے تو جو کچھ میسّر آ سکا وہ پیش کر دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ اِس حقیر کاوش کو شرفِ قبولیت بخشے۔ اِسے ہمارے دلوں کے اندر حُبِّ رسولؐ اور جذبۂ ایمانی میں اضافے کا ذریعہ بنائے اور ہمیں حُبِّ رسولؐ اور ایمان کے تقاضوں کو پُورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے' آمین!

محمد رفیق چودھری

لاہور۔ اپریل ۱۹۹۵ء

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حمدِ باری تعالیٰ

۱

خداوندا! شہنشاہِ زمیں و آسماں تُو ہے
ہے شاہد ذرہ ذرہ خالقِ کون و مکاں تُو ہے
ترا ہمسر نہیں کوئی، ترا ثانی نہیں کوئی
ازل سے تاابد یکتا، اکیلا، جاوداں تُو ہے
نہ کوئی عیب ہے تجھ میں، نہ کوئی نقص ہے تجھ میں
کہ ہر خوبی ہے جس کی ذات میں وہ بے گماں تُو ہے
ہر اِک شے آنی و فانی، مگر اِک تُو ہے لافانی
زوال و موت سے بالا ہے وہ عالم جہاں تُو ہے
تُو سُنتا، دیکھتا ہے، جانتا ہے بات سینے کی
اگرچہ عرش پر بیٹھا ہے لیکن لامکاں تُو ہے
نظر آتا نہیں لیکن تُو ہے موجود ہر جانب
نشاں تیرا ہر اِک شے میں ہے گرچہ بے نشاں تُو ہے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہمارا مالک و آقا' ہمارا والی و مولا

سمندر ہو کہ صحرا' ہر جگہ اِک پاسباں تُو ہے

کوئی بندہ خطا کے بعد ہو جاتا ہے جب تائب

اُسے تُو بخشنے والا ہے اُس پر مہرباں تُو ہے

مِرے مولا ! رفیقِ بے نوا تجھ کو کہاں ڈھونڈے

یہاں تو ہے' وہاں تو ہے' عیاں تو ہے' نہاں تو ہے

○☆○☆○

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شفاف نعتیں

۲

دیوانۂ عشقِ احمدؐ ہوں احسان ہے مجھ پر قسمت کا
کہتا ہے مجھے سارا عالم پروانہ شمعِ رسالت کا

اِک پَل میں عرشِ مُعلّی پر محبوب کو اپنے بلوایا
کیا خوب کرشمہ تھا یہ بھی اللہ کی شانِ قدرت کا

جو اُس کے لہُو کے پیاسے تھے دامن میں پناہیں اُن کو دیں
یہ بات تھی کیسی رِفعت کی، یہ کام تھا کتنی ہمّت کا

جو ہم کو جُھکانے آئے ہیں اُن جھُوٹے خداؤں سے کہہ دو
ہم دار پہ بھی دُہرائیں گے واللہ ترانہ وحدت کا

خُونخوار درندہ خُو انساں اِک پَل میں بدل ڈالے اُس نے
اِن سب کو بنا کر دکھلایا اِک پیکر حلم و شرافت کا

سب ایک بنو، سب نیک بنو، تعلیم یہ اُس نے پھیلائی
ہر شخص کو رستہ دکھلایا ایمان کا، رشد و ہدایت کا

ہم ایک خدا کے بندے ہیں، ہر شخص برابر ہے ہم میں
پیغام دیا اس نے یہ ہمیں انصاف کا، مہر و محبت کا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جو بات بھی اُس نے فرمائی' واجب ہے دِلوں پر نقش کرو
کیا چُون و چرا کا موقع ہے' کیا کام ہے اِس میں حُجّت کا
جس بات کو حافظؔ حق سمجھو وہ بات علی الاعلان کہو
لہراؤ زمانے میں پرچم' ایمان کا، حق و صداقت کا

(محمد اسحاق حافظؔ سہارنپوری)

○☆○☆○

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳

کچھ نہیں مانگتا شاہوں سے یہ شیدا تیرا
اس کی دولت ہے فقط نقشِ کفِ پا تیرا

تہ بہ تہ تیرگیاں ذہن پہ جب ٹوٹتی ہیں
نور ہو جاتا ہے کچھ اور ہویدا تیرا

کچھ نہیں سوجھتا جب پیاس کی شدّت سے مجھے
چھلک اُٹھتا ہے مری روح میں مینا تیرا

تو بشر بھی ہے، مگر فخرِ بشر بھی تو ہے
مجھ کو تو یاد ہے بس اتنا سراپا تیرا

وہ اندھیروں سے بھی درّانہ گزر جاتے ہیں
جن کے ماتھے پہ چمکتا ہے ستارا تیرا

ندّیاں بن کے پہاڑوں میں تو سب گھومتے ہیں
ریگزاروں میں بھی بہتا رہا دریا تیرا

شرق اور غرب میں بکھرے ہوئے گلزاروں کو
نکہتیں بانٹتا ہے آج بھی صحرا تیرا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اُب بھی ظُلمات فروشوں کو گِلہ ہے تجھُ سے
رات باقی تھی کہ سُورج نِکل آیا تیرا
تجھ سے پہلے کا جو ماضی تھا' ہزاروں کا سہی
اب جو تا حشر کا فردا ہے وہ تنہا تیرا

(احمد ندیم قاسمی)

○☆○☆○

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۴

آپؐ سا اور نہیں کوئی بھی انساں آقاؐ
مدح خواں آپؐ کا خود آپ ہے یزداں آقاؐ

نقدِ ایمان سے ہوں مَیں تہی داماں آقاؐ
پاس کچھ بھی نہیں سرمایہءِ ایماں آقاؐ

میری بخشش کا نہیں کوئی بھی اِمکاں آقاؐ
میری بخشش کا کریں آپؐ ہی ساماں آقاؐ

ہم بُھلا سکتے نہیں آپؐ کا اِحساں آقاؐ
آپؐ کے دم سے ملی دولتِ ایماں آقاؐ

بادشاہوں سے بھی افضل ہے مِری نظروں میں
آپؐ کے در کا گدا، آپؐ کا درباں آقاؐ

حق تعالیٰ نے عطا حُسن کیا ہے ایسا
مانند ہے سامنے جس کے مہءِ کنعاں آقاؐ

کوئی اَرمان نہیں دل میں مِرے اِس کے سِوا
مَیں بنوں آپؐ کے دربار کا درباں آقاؐ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپؐ مجھ کو بھی شفاعت سے سرافراز کریں
آپؐ کے در پہ کھڑا ہوں میں پریشاں آقا

(نیاز سواتی)

○☆○☆○

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۵

وہ ہیں محبوبِ حق کونین میں ہے احترام اُنؐ کا
اِدھر بھی فیضِ عام اُنؐ کا، اُدھر بھی فیضِ عام اُنؐ کا

نہیں غافل ہے اُنؐ کی یاد سے کوئی غلام اُنؐ کا
کسی کے لب پہ نام اُنؐ کا، کسی کے دل میں نام اُنؐ کا

نماز اُن کی، درود اُن کا، دعا اُن کی، سلام اُن کا
وہ دیوانے کہ جو ہر سانس میں لیتے ہیں نام اُنؐ کا

محمدؐ کاشفِ رازِ الٰہی بن کے آئے ہیں
کلامُ اللہ کی تفسیر ہے حُسنِ کلام اُنؐ کا

وہ آئے تو یقیں کی شاہراہیں جگمگا اُٹھیں
ادب کرتا ہے اب تک کاروانِ صبح و شام اُنؐ کا

وہ اپنے دشمنوں کو بھی لگا لیتے ہیں سینے سے
نرالا ہے زمانے بھر سے حُسنِ انتقام اُنؐ کا

نبیؐ یاد آ گئے جس دم لیا نامِ خدا مَیں نے
خدا یاد آ گیا جس وقت آیا لب پہ نام اُنؐ کا

(فیروز نظامی)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۶

کسی غمگسار کی محنتوں کا یہ خوب میں نے صلہ دیا
کہ جو میرے غم میں گھُلا کیا اُسے مَیں نے دل سے بھُلا دیا

جو جمالِ روئے حیات تھا، جو دلیلِ راہِ نجات تھا
اُسی راہبر کے نقوشِ پا کو مسافروں نے بھُلا دیا

ترے حُسنِ خلق کی اِک رَمق مری زندگی میں نہ مِل سکی
مَیں اِسی میں خُوش ہوں کہ شہر کے در و بام کو تو سجا دیا

ترے ثَوْر و بدر کے باب سے مَیں ورق اُلٹ کے گذر گیا
مجھے صرف تیری حکایتوں کی روایتوں نے مزا دیا

یہ مری عقیدتِ بے بصر، یہ مری ارادتِ بے ثمر
مجھے میرے دعوئِ عشق نے نہ صنم دیا، نہ خدا دیا

مَیں ترے مزار کی جالیوں ہی کی مِدحتوں میں مگن رہا
ترے دشمنوں نے ترے چمن میں خزاں کا جال بچھا دیا

ترا نقشِ پا تھا جو رہنما، تو غبارِ راہ تھی کہکشاں
اسے کھو دیا تو زمانے بھر نے ہمیں نظر سے گرا دیا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مرے رہنما ترا شکریہ کروں کس زباں سے بھلا ادا
مری زندگی کی اندھیری شب میں چراغ فکر جلا دیا
کبھی اے عنایتِ کم نظر ترے دل میں یہ بھی کسک ہوئی
جو تبسّم رُخِ زیست تھا اُسے تیرے غم نے رُلا دیا

(عنایت علی خان)

○☆○☆○

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۷

زندگی کو تا اَبد ممنونِ احساں کر دیا
تُو نے اے خیرُ البشرؐ! انساں کو انساں کر دیا

تشنہ کاموں کو بنایا ساقیٔ آبِ حیات
دردمندوں کو مسیح و خضرِ دوراں کر دیا

بن گئے صحرا نشیں' نقاشِ تہذیبِ بشر
ساربانوں کو تمدّن کا نگہباں کر دیا

وہ قبائل جن میں تھی صدیوں سے باہم دشمنی
تُو نے اُن کو یک رُخ و یک رنگ و یک جاں کر دیا

راہ زن' خضرِ رہِ امن و محبت بن گئے
وحشیوں کو پاسبانِ علم و عرفاں کر دیا

ہو گیا برہم' طلسمِ بندگی و خواجگی
بازوئے مزدور کو ہمدوشِ سُلطاں کر دیا

ابرِ رحمت بن کے یُوں برسا ترا خُلقِ عظیم
ریگزاروں کو گلستاں بر گلستاں کر دیا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آگہی کو مل گیا پیراہنِ حُسنِ یقیں
عشق کو شائستۂ تہذیبِ ایماں کر دیا

تیرے صدقے' تیرا پَرتو ہے فروغ زندگی
تیرے قرباں' تُو نے روشن قلبِ انساں کر دیا

جلوہ گر "اَلدِّیْنُ یُسْرٌ" کی حقیقت ہو گئی
سادگی سے تُو نے ہر مُشکل کو آساں کر دیا

جو بچھاتے تھے تری راہوں میں کانٹے روز و شب
تُو نے اُن کی زندگی کو گُل بداماں کر دیا

لالہ و گل کی قبائیں اُن کی وحشت پر نثار
جن کو تیری آرزو نے چاک داماں کر دیا

تُو نے لہرایا فروغِ عفو و رحمت کا عَلَم
نظمِ عالم کو نظامِ عدل و احساں کر دیا

صدق کو تُو نے بنایا صبحِ صادق کا امیں
عدل سے تاریکیٔ شب میں چراغاں کر دیا

پاکی و عفّت رِدائے صنفِ نازک بن گئی
حُسنِ تقویٰ کو لباسِ اہلِ ایماں کر دیا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تاجِ "وَلَقَدْ کَرَّمْنَا بَنِیْ آدَمْ" بشر کو مل گیا

تُو نے روشن کوکبِ تقدیرِ انساں کر دیا

مختصر یہ ہے کہ اے جانِ ضمیرِ کائنات

تیرے فیضِ عام نے انساں کو انساں کر دیا

(روش صدیقی جوالاپوری)

○☆○☆○

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

۸

اے خاورِ حجاز کے رَخشندہ آفتاب
صبحِ ازل ہے تیری تجلّی سے فیض یاب
چُوما ہے قُدسیوں نے ترے آستانہ کو
تھامی ہے آسمان نے جُھک کر تری رکاب
شایاں ہے تجُھ کو سرورِ کونین کا لقب
نازاں ہے تجُھ پہ رحمتِ دارین کا خطاب
برسا ہے شرق و غرب پہ ابرِ کرم تیرا
آدم کی نسل پر ترے احساں ہیں بے حساب
پیدا ہوئی نہ تیری مُواخات کی نظیر
لایا نہ کوئی تیری مُساوات کا جواب

(مولانا ظفر علی خاں)

○☆○☆○

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۹

ہر اِبتدا سے پہلے ہر اِک انتہا کے بعد
اعلیٰ ہے سب سے ذاتِ محمدؐ خدا کے بعد
شاید اِسی کا نام ہے توہینِ جُستجو
منزل کی ہو تلاش ترے نقشِ پا کے بعد
دل مطمئن ہے یوں تری بزمِ پناہ میں
بیمار مُسکراتا ہو جیسے شفا کے بعد
تشبیہ کے لئے ہیں یہ خورشید و ماہتاب
حاجت بھی ورنہ کیا تھی رُخِ مصطفیٰؐ کے بعد
دنیا تری بھی فکر سے غافل نہیں ہوں میں
لیکن خیالِ دینِ رسولؐ خدا کے بعد
کہنا رسولِ پاکؐ سے طیبہ کے زائرو
میرا سلام اپنی ہر اِک التجا کے بعد
مصرع یہ خوب حضرتِ جوہر کا ہے فنا
"اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد"

(فنا نظامی کانپوری)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۰

قرآن کی تفسیر ہے گفتارِ محمدؐ
گفتار کا آئینہ ہے کردارِ محمدؐ
شاداب تھا، شاداب ہے، شاداب رہے گا
نادان! یہ گلزار ہے گلزارِ محمدؐ
دم توڑ دیا گر کے بلالؓ حبشی نے
حاصل نہ ہوا جب اُنہیں دیدارِ محمدؐ
لے چل مجھے اے جذبۂ بیتابِ مدینہ
ہوتی ہے جہاں بارشِ انوارِ محمدؐ
ہو جائے گا خود امن و اماں دہر میں ناصر
عالَم ہوا گر پیروِ کردارِ محمدؐ

(ناصر کرنولی)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۱

ہیں مُہرِ نبوّت بداماں، محمدؐ
ہدایت کے مہرِ درخشاں، محمدؐ

اُسی نے جہاں میں اُجالا کیا ہے
حرا کی وہ شمعِ فروزاں، محمدؐ

ہیں اجڑے دلوں کو وہ آباد کرتے
بناتے ہیں بَن کو گلستاں، محمدؐ

شفاعت کا پرچم اُنھی کو ملا ہے
ہیں دوزخ سے بچنے کا ساماں، محمدؐ

وہ ذرّے کو چمکا کے سورج بنائیں
اندھیروں میں مثلِ چراغاں، محمدؐ

یہ دردِ محبت ملا ہے جو مجھ کو
حقیقت میں اِس کا ہیں درماں، محمدؐ

رفیق اُن کے رُتبے کی رِفعت نہ پوچھو
ہیں رشکِ خلیلؑ و سُلیماںؑ، محمدؐ

(محمد رفیق چودھری)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۲

لاکھوں سلام اُس شہِ عالی صفات پر
اربوں درود اُس شرفِ کائنات پر

یہ دل، حضورِ پاکؐ کے ہر فعل پر فدا
یہ جاں، نثار آپؐ کی ایک ایک بات پر

کس کے سبب سے سارے اندھیرے سمٹ گئے
دن کا گمان ہونے لگا کالی رات پر

جو لوگ اُن کے شہر میں دل ہار آئے ہیں
کیوں جیت کو بھی رشک نہ ہو اُن کی مات پر

کون آپؐ کی صفات قلمبند کر سکے
کب منحصر یہ بات قلم اور دوات پر

چاروں طرف یہ کس نے ضیائیں بکھیر دیں
کس کی تجلّیاں ہیں یہاں شش جہات پر

کس کے سبب سے آج وہ وحدت پرست ہیں
وہ جن کا اعتقاد تھا لات و منات پر

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ کس نے رنگ و نسل کے سب بُت گرا دیئے
کس نے لگائی ضربِ گراں ذات پات پر
بزمی! وہی ہماری شفاعت کو آئیں گے
اُمّت کو فخر کیوں نہ ہو پھر اُن کی ذات پر
(پروفیسر خالد بزمی)

○☆○☆○

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۳

وہ سیدِ ساداتؐ وہ اللہ کے دلدار
وہ راہبرِ کونین، وہ دارین کے مختار
آپؐ آئے تو دنیا سے مٹی شام کی ظلمت
آپؐ آئے تو ہر سمت ملے صبح کے آثار
اس دور میں توحید کا پیغام سنایا
جس دور میں تھی چار طرف کفر کی یلغار
اس ملک میں لہرا دیا اسلام کا پرچم
ہر سمت جہاں گرم تھا اِلحاد کا بازار
جو قوم جہالت کے اندھیروں میں تھی خُفتہ
اس قوم کو حضرتؐ نے کیا خواب سے بیدار
وہ آپؐ کی تعلیم سے انسان بنے ہیں
جو لوگ تھے چیتوں کی طرح ظالم و خُونخوار
وہ کس نے غلاموں کو غلامی سے چھُڑایا
وہ کس کی عنایت سے غلام آج ہیں احرار

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہاں آپؐ کے اخلاق نے وہ کام کیا ہے
جو کام کہ کر ہی نہیں سکتی کبھی تلوار
وہ اُسوۂ اخلاق تھا اُس وقت بھی مشکل
اُس سیرتِ اطہر کی مثال اب بھی ہے دشوار
انسان کا ایمان مکمّل نہیں ہوتا
جب تک نہ محمدؐ کی رسالت کا ہو اقرار
پھر جن کا ثنا خوانِ خداوندِ جہاں ہو
ہو اَن کی ثناء اور یہ بزمی سا گنہگار

(پروفیسر خالد بزمی)

○☆○☆○

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۴

خوش خصال و خوش خیال و خوش خبر خیر البشرؐ
خوش نژاد و خوش نہاد و خوش نظر خیر البشرؐ

دل نواز و دل پذیر و دل نشین و دلکشا
چارہ ساز و چارہ کار و چارہ گر خیر البشرؐ

حُسنِ فطرت، حُسنِ موجودات، حُسنِ کائنات
نُورِ ایقاں، نُورِ جاں، نُورِ بصر خیر البشرؐ

سر بسر مہر و مروت، سر بسر صدق و صفا
سر بسر لطف و عنایت، سر بسر خیر البشرؐ

کارزارِ دہر میں وجہِ ظفر، وجہِ سکوں
عرصۂ محشر میں وجہِ درگزر خیر البشرؐ

آدمی کے اولیں دردِ آشنا، شاہِ ہُدیٰ
آگہی کے آخری پیغامبر خیر البشرؐ

رُونما کب ہو گا راہِ زیست پر منزل کا چاند
ختم کب ہو گا اندھیروں کا سفر خیر البشرؐ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کب ملے گا ملتِ بیضا کو پھر اَوجِ کمال

کب شبِ حالات کی ہو گی سَحر خیر البشرؐ

(حفیظ تائب)

○☆○☆○

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۵

چھائی ہوئی تھی ظلمتِ عصیاں ترے بغیر
خوابِ گراں سے چونکے نہ انساں ترے بغیر
ممکن نہ تھا نجات کا ساماں ترے بغیر
حاصل ہوا کسی کو نہ عرفاں ترے بغیر
ملتی نہیں ہے دولتِ ایماں ترے بغیر

ختم الرسلؐ ، حبیبِ خداؐ ، صاحبِ کتابؐ
پیدا کبھی ہوا ہے نہ ہو گا ترا جواب
قرآں ہے گواہ کہ تُو ہے وہ آفتاب
دنیا تمام تیری تجلّی سے فیض یاب
ظلمت کدہ تھا عالمِ امکاں ترے بغیر

روزِ ازل سے ساقیٔ کوثر ترا لقب
بیٹھے تھے منتظِر ترے میخوار سب کے سب
صدیوں سے بابِ میکدہ تھا بند روز و شب
جامِ مئے الست کو ترسے ہوئے تھے جب
سُونی پڑی تھی محفلِ رنداں ترے بغیر

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دُھندلے تھے نقش قدرتِ پروردگار کے
رنگ اور ہی جہاں میں تھے لیل و نہار کے
غنچے چٹک رہے تھے' نہ نغمے ہزار کے
جُھلسے ہوئے سَمُوم سے دامن بہار کے
گُل تھے چمن میں چاک گریباں ترے بغیر

پھیلا ہوا جہاں میں تھا دامانِ شیطنت
بدکاریوں کے زور نے پلٹی ہوئی تھی مَت
تھا کون سا وہ عیب کہ جس کی پڑی نہ لَت
انسانیت کی ناؤ تھی غرقابِ مَعصِیَت
دنیا میں رُک سکا نہ یہ طوفاں ترے بغیر

بیٹی کی جان لینا تو ادنیٰ سی بات تھی
بیٹے کو تھی حلال جو زوجہ تھی باپ کی
بے رحم تھا مزاج تو حالت گری ہوئی
تھی حاصلِ حیات بہیمانہ زندگی
انسانیت سے دُور تھا انساں ترے بغیر

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رُسیا برائیوں کے ، بھلائی سے بدگماں
دشمن تھا بھائی بھائی کا ، بل بیٹھنا کہاں
انسانیت تھی کچلی ہوئی اور رواں دواں
کیں تو نے آ کے دہر میں شیرازہ بندیاں
اُجڑا تھے بِلتوں کے پریشاں ترے بغیر

فیضِ کرم سے تیرے ہوئے صاحبِ وقار
مالک تھے بحر و بر کے تو قد میں تھے کوہسار
ایسے فقیر جن کا جہاں میں نہ تھا شُمار
وہ بوریا نشیں ہوئے عالم کے تاجدار
دنیا میں تھے جو بے سروساماں ترے بغیر

فرمان وہ خدا کا ہے تُو نے کہی جو بات
بعد از خدا بزرگ فقط ایک تیری ذات
درسِ سلامتی ہے سراپا تری حیات
خِلقت تری جہاں کے لئے باعثِ نجات
نازل ہوئی نہ رحمتِ یزداں ترے بغیر

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ممکن کہاں نوابؔ جو رُتبے بیاں کرے
ذی شاں وہ تُو کہ رحمتِ عالم خدا کہے
دامن ترا جو چھوڑے ہدایت نہ پا سکے
عُقبیٰ کی منزلیں ہوں کہ دُنیا کے مرحلے
مشکل نہ ہو گی کوئی بھی آساں ترے بغیر

(نوابؔ دہلوی)

○☆○☆○

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۶

خدا گواہ دل و جاں سے ہوں فدائے رسولؐ
مرا وظیفہ شام و سحر ثنائے رسولؐ
کمالِ فکر و نظر ہے حضورؐ کی پہچان
خلوصِ عشق کی مِعراج ہے ولائے رسولؐ
ہمیں ملی جو کلامِ مُبیں کی صورت میں
گراں بہا ہے دو عالم سے وہ عطائے رسولؐ
سعادتوں کا صحیفہ حضورؐ کی تعلیم
فلاح و فوز کی ضامن ہے اِقتدائے رسولؐ
یہ چاندنی ہے کہ عکس آپؐ کے تبسّم کا
بہارِ خُلد کہ ہے دلرُبا ادائے رسولؐ
حقیقتِ مہ و خورشید و کہکشاں کیا ہے
وہ نقش پائے نبی ہیں، یہ خاک پائے رسولؐ
پہنچ سکا نہ کوئی آپؐ کی فضیلت کو
اگرچہ لاکھ سے اُوپر جہاں میں آئے رسولؐ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جو کل تھی سینۂ دشتِ حجاز تک محدود
بہر چمن ہے وہ خوشبوئے جاں فزائے رسولؐ

ازل سے تا بہ اَبد ہر زمانہ ہے اُن کا
تمام عرصۂ کون و مکاں فضائے رسولؐ

ہے شرق و غرب میں دریائے فیضِ عام رواں
افق افق ہے تنی چادرِ سخائے رسولؐ

شفائے تام ملے ہر مرض سے یزدانی
جو خواب میں ہو عطا مجھ کو بھی ردائے رسولؐ

(یزدانی جالندھری)

○☆○☆○

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۷

مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام
شمعِ بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سلام
ہم غریبوں کے آقا پہ بے حد درود
ہم فقیروں کی ثروت پہ لاکھوں سلام
جس کے آگے سرِ سَروراں خم رہیں
اُس سرِتاجِ رفعت پہ لاکھوں سلام
جس کے ماتھے شفاعت کا سہرا رہا
اُس جبینِ سعادت پہ لاکھوں سلام
جس سے کھاری کنوئیں شیرہ جاں بنے
اُس زُلالِ حلاوت پہ لاکھوں سلام
اُس کی پیاری فصاحت پہ بے حد درود
اُس کی دل کش بلاغت پہ لاکھوں سلام
اُس کی باتوں کی لذّت پہ لاکھوں درود
اُس کے خطبے کی ہیبت پہ لاکھوں سلام

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کُل جہاں مِلک اور جَو کی روٹی غذا
اُس شِکم کی قناعت پہ لاکھوں سلام

جس سُہانی گھڑی چمکا طیبہ کا چاند
اُس دل افروز ساعت پہ لاکھوں سلام

جس کے آگے کِھچی گردنیں جُھک گئیں
اُس خدا داد شوکت پہ لاکھوں سلام

مجُھ سے خدمت کے قُدسی کہیں ہاں رضؔا
مصطفیٰ ؐ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

(مولانا احمد رضا خان)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۸

ھادیٔ برحق، آیۂ رحمت، صلّی اللہ علیہ وسلم
ختم ہوئی ہے جن پہ رسالت، صلّی اللہ علیہ وسلم
مُصلحِ اعظم، وارثِ زمزم، شافعِ محشر، ساقیٔ کوثر
مظہرِ قدرت، شاہدِ فطرت، صلّی اللہ علیہ وسلم
شوکتِ ایماں، عظمتِ انساں، حاملِ قرآں، صاحبِ فُرقاں
شمسِ شریعت، بدرِ سعادت، صلّی اللہ علیہ وسلم
اُن سے وابستہ ہر برکت، اُن کے قدموں میں ہر رفعت
اُن کی عطا ہے نورِ بصیرت، صلّی اللہ علیہ وسلم
اسمِ گرامی باعثِ راحت، ذکرِ پیمبر وجۂ مسرت
موجبِ تسکیں آپؐ کی مِدحت، صلّی اللہ علیہ وسلم

(خالد شفیق)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۹

روحِ محبت، پیکرِ شفقت، صلی اللہ علیہ وسلم
مخزنِ عظمت، معدنِ سطوت، صلی اللہ علیہ وسلم

باطل کا ہر نقش مٹایا اور حق کا پرچم لہرایا
چھٹ گئی ظلمتِ کفر و ضلالت، صلی اللہ علیہ وسلم

شرک سے انسانوں کو بچایا، پیغامِ توحید سُنایا
مہرِ صداقت، شمعِ ہدایت، صلی اللہ علیہ وسلم

دانش و حکمت، فہم و فراست، جرات و ہمت، صبر و قناعت
اللہ اللہ آپؐ کی سیرت، صلی اللہ علیہ وسلم

اِک عظمت کردار کے اندر، شیرینی گفتار کے اندر
حُسنِ فصاحت، روحِ بلاغت، صلی اللہ علیہ وسلم

ارضِ عرب ہے رَخشاں رَخشاں، ارضِ عجم ہے تاباں تاباں
نکلا جب سے مہرِ رسالت، صلی اللہ علیہ وسلم

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عارف و عامی اُس کے ثنا خواں' خالد بھی ہے اُس کا ثنا گو
کس کو نہیں ہے اُس سے عقیدت' صلّی اللہ علیہ وسلم

(خالد علیم)

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۰

وِردِ زباں ہے نامِ پیغمبرؐ صلی اللہ علیہ وسلم
اللہ اللہ میرا مُقدّرؐ صلی اللہ علیہ وسلم

اُس کے فضائل اُس کے محاسن حدِ زباں و بیاں سے باہر
کامل و اکمل طاہر و اطہرؐ صلی اللہ علیہ وسلم

حاملِ قرآں صاحبِ فرقاں رُشد و ہُدیٰ کی شمع فروزاں
سب کا ہادی سب کا رہبرؐ صلی اللہ علیہ وسلم

لُطف کا دریا خیر کا زمزم عدل کی دنیا حُسن کا عالم
امن کا ضامن خُلق کا پیکرؐ صلی اللہ علیہ وسلم

حامدؔ یہ بھی فضلِ خُدا ہے لب پہ جو تیرے صبح و مسا ہے
مدحِ صحابہؓ نعتِ پیغمبرؐ صلی اللہ علیہ وسلم

(حامد یزدانی)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۱

رحمتِ داور، سرورِ عالم، صلّی اللہ علیہ وسلم
خلق کے یاور، خُلقِ مجسّم، صلّی اللہ علیہ وسلم

بحرِ ہدایت، کانِ سخاوت، گنجِ سعادت، مہرِ رسالت
رہبرِ اعظم، مُرسَلِ خاتَم، صلّی اللہ علیہ وسلم

کون و مکاں میں اُنکے ترانے، دشت و جبل میں اُنکی اذانیں
اُن کے گڑے ہر مُلک میں پرچم، صلّی اللہ علیہ وسلم

ساقیٔ کوثر، شافعِ محشر، صدق کے پیکر، جذب کے مصدر
شوقِ مُسلسل، وجدِ دما دم، صلّی اللہ علیہ وسلم

منبعِ اِیقاں، حاملِ قرآں، اُن کی محبت حاصلِ ایماں
اُن کی دعا ہر زخم کا مرہم، صلّی اللہ علیہ وسلم

اُن کی وِلا اکسیرِ ہدایت، اُن کی وِلا شبّیر کی دولت
مُہر بلب ہوں چشم ہے پُرنم، صلّی اللہ علیہ وسلم

(علّامہ غلام شبیر بخاری)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۲

مطلعِ ایماں، مظہرِ عرفاں، صلّی اللہ علیہ وسلم
ارض بشر پر صبح درخشاں، صلّی اللہ علیہ وسلم

اُس کا تبسّم رحمتِ یزداں، اُس کا تکلّم آیۂ قرآں
اُس کی توجّہ ہادیٔ انساں، صلّی اللہ علیہ وسلم

شام و سحر پر، شمس و قمر پر، علم و خبر پر، فکر و نظر پر
سب پر اُس کا سایۂ داماں، صلّی اللہ علیہ وسلم

گلشن گلشن، کھیتی کھیتی، صحرا صحرا، بستی بستی
ابرِ نوازش، بارشِ احساں، صلّی اللہ علیہ وسلم

مشعلِ حکمت، شمعِ ہدایت، نجم صداقت اُس کی بدولت
روشن روشن، تاباں تاباں، صلّی اللہ علیہ وسلم

دھڑکن دھڑکن چاپ ہے اُسکی، ذہنِ بشر پر چھاپ ہے اس کی
اُس کی چمک نزدیکِ رگِ جاں، صلّی اللہ علیہ وسلم

دین کی نعمت، خُلق کی دولت، منصبِ عظمت اُس کی عنایت
گردن گردن اُس کا احساں، صلّی اللہ علیہ وسلم

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حکمت و دانش کتنے بڑھے ہیں' آج بھی اُسکے در پہ کھڑے ہیں
مکتب مکتب' اُس کا دبستاں' صلّی اللہ علیہ وسلم

(عاصی کرنالی)

○☆○☆○

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۳

چل رہی تھی ظلم کی تلوار زیرِ آسماں
مرحلہ تھا زیست کا دشوار زیرِ آسماں
ہر کوئی تھا در پئے آزار زیرِ آسماں
جا بجا تھی ایک ہاہا کار زیرِ آسماں
لحظہء رحمت تھا پھر درکار زیرِ آسماں
ہو گئے مبعوث تب سرکار زیرِ آسماں
اُٹھ رہے تھے ہر طرف طوفان یہ وہ دَور تھا
آدمی تھا بدتر از حیوان یہ وہ دَور تھا
کفر تھا غارت گرِ ایمان یہ وہ دَور تھا
پس رہا تھا ہر طرف انسان یہ وہ دَور تھا
جب بُرائی کی بڑھی یلغار زیرِ آسماں
ہو گئے مبعوث تب سرکار زیرِ آسماں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جبر کی جب آندھیاں تھیں تیز تب کی بات ہے
تھا ستم گویا نشاط انگیز تب کی بات ہے
تھا بدی کا کھیت جب زرخیز تب کی بات ہے
جب مناظر تھے قیامت خیز تب کی بات ہے
کچھ بھی باقی تھا نہ جب معیار زیرِ آسماں
ہو گئے مبعوث تب سرکار زیرِ آسماں

ہر طرف پھُوٹی ہوئی تھی پھُوٹ ایسا وقت تھا
چھا رہا تھا چار جانب جھُوٹ ایسا وقت تھا
قید سچ تھا، کِذب کو تھی چھُوٹ ایسا وقت تھا
مچ رہی تھی ہر جگہ اِک لُوٹ ایسا وقت تھا
کج روی تھی طُرۂ دستار زیرِ آسماں
ہو گئے مبعوث تب سرکار زیرِ آسماں

خوش بہت تھا اُن دنوں ابلیس یہ ماحول تھا
مَعصِیَت کی تھی بہت تدریس یہ ماحول تھا
راج کرتی تھی تو بس تلبیس یہ ماحول تھا
نام کو باقی نہ تھی تقدیس یہ ماحول تھا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عیش میں تھی مجلسِ اشرار زیرِ آسماں
ہو گئے مبعوث تب سرکار زیرِ آسماں

آپؐ آئے تو جہاں میں روشنی ہونے لگی
پھر مشیّت کشتِ دل میں تخمِ خوش بونے لگی
خوف سے آزاد ہو کر رات بھی سونے لگی
اعتبار اپنا بُرائی ہر جگہ کھونے لگی

کفر کے اَیواں ہوئے مسمار زیرِ آسماں
ہو گئے مبعوث جب سرکار زیرِ آسماں

شاخسارِ اِتقا پر پھُول پھل آنے لگے
ظلم کے مارے ہوئے پھر مَعْدِلَت پانے لگے
طائرانِ خوش نوا بھی زمزمے گانے لگے
پھر سے جبریلِ امیںؑ آنے لگے، جانے لگے

پھُول مہکے، کھِل گئے گلزار زیرِ آسماں
ہو گئے مبعوث جب سرکار زیرِ آسماں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یوں سماں بدلا، جو کھوٹے تھے کھرے ہوتے گئے
پیڑ جو صدیوں سے سُوکھے تھے ہَرے ہوتے گئے
آدمیّت کے بھلے کے مشورے ہوتے گئے
تلخ لمحے زندگانی کے پَرے ہوتے گئے
رحمتوں کے لگ گئے انبار زیرِ آسماں
ہو گئے مبعوث جب سرکار زیرِ آسماں
پالنے والے کی آخر ذات پہچانی گئی
لب پہ تسبیحات تھیں، سجدے میں پیشانی گئی
دُکھ مٹا، تکلیف بھاگی، سب پریشانی گئی
چاندنی چٹکی، اندھیروں کی فراوانی گئی
صبح کے پیدا ہوئے آثار زیرِ آسماں
ہو گئے مبعوث جب سرکار زیرِ آسماں

(محمد حنیف نازش قادری)

○☆○☆○

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۴

مدینے کے در اور دیوار دیکھوں
یہ دل میں ہے پھر وہ سمن زار دیکھوں
وہ محراب و منبر وہ روضے کی جالی
وہ گنبد، وہ صفہ وہ مینار دیکھوں
وہی عنبریں شہر پھر سامنے ہو
وہ جنت کا خوش رنگ گلزار دیکھوں
نظر آئیں پھر نور کی آبشاریں
پھر اپنی نگاہوں کو ضوبار دیکھوں
جو فرشِ زمیں سے ہیں عرشِ بریں تک
اُن آنکھوں سے مَیں پھر وہ اَنوار دیکھوں
وہ بدر و اُحد اور خندق کا منظر
وہ ہر سمت جلوے ضیا بار دیکھوں
وہ عہدِ نبیؐ کی حسیں یادگاریں
وہ ایمان افروز آثار دیکھوں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صحابہؓ کی سیرت کے دلکش نمونے
وہ دینی اخوّت کا معیار دیکھوں
وہ بزمِ صحابہؓ کا دلکش تصوّر
وہ یادوں کا پُرکیف دربار دیکھوں
مرا دل یہ پھر ہر گھڑی چاہتا ہے
وہ کُوچے' وہ گلیاں' وہ بازار دیکھوں
اگر پھر مدینے میں ہو میرا جانا
پھر اپنے نصیبے کو بیدار دیکھوں
مرے دل میں اب یہ تمنّا ہے بزمیؔ
وہ سارے مناظر پھر اِک بار دیکھوں

(خالد بزمی)

○☆○☆○

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۵

وہ شمع اُجالا جس نے کیا چالیس برس تک غاروں میں
اِک روز جھلکنے والی تھی سب دنیا کے درباروں میں
رحمت کی گھٹائیں پھیل گئیں افلاک کے گنبد گنبد پر
وحدت کی تجلّی کُوند گئی آفاق کے سینا زاروں میں
وہ جنس نہیں ایمان جسے لے آئیں دُکّانِ فلسفہ سے
ڈھونڈے سے ملے گی عاقل کو یہ قرآں کے سیپاروں میں
جو فلسفیوں سے کھُل نہ سکا اور نکتہ وروں سے حل نہ ہوا
وہ راز اِک کملی والے نے بتلا دیا چند اشاروں میں
ہیں کرنیں ایک ہی مشعل کی بوبکرؓ و عمرؓ ' عثمانؓ و علیؓ
ہم مرتبہ ہیں یارانِ نبیؐ کچھ فرق نہیں اِن چاروں میں

(مولانا ظفر علی خاں)

○☆○☆○

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۶

چاند میں چاندنی نہیں، پھول میں دلکشی نہیں
حُسنِ نظر نہ ہو اگر حُسن میں حُسن ہی نہیں
جوش نہیں، جنوں نہیں، لُطف نہیں، خوشی نہیں
شوقِ رسولؐ کے بغیر زندگی زندگی نہیں
حرص و ہَوس کے ہاتھوں وہ ایک درندہ بن گیا
حُبِّ رسولؐ کے بغیر آدمی آدمی نہیں
کانٹ کی کاٹ چھانٹ ہو یا کہ فرائیڈ کا فراڈ
شرعِ رسولؐ کے سِوا رہبرِ زندگی نہیں
رکھتا ہو کوئی فلسفی کتنا ہی علم و آگہی
معرفتِ نبیؐ نہ ہو تو جہل ہے آگہی نہیں
روشنیوں کے دَور میں کہتا ہے برملا نعیمؔ
نُورِ رسولؐ کے بغیر روشنی روشنی نہیں

(نعیم الحق نعیم)

○☆○☆○

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۷

کِھلا دل کا گلستاں، گنبدِ خضرا کے سائے میں
نظر بھی ہے فروزاں، گنبدِ خضرا کے سائے میں
محبت کا ہے ساماں، گنبدِ خضرا کے سائے میں
بہت خوش ہیں دل و جاں، گنبدِ خضرا کے سائے میں
اسی منزل پہ آخرکار دل کو چین ملتا ہے
کوئی کیوں ہو پریشاں، گنبدِ خضرا کے سائے میں
دلِ محزوں جو مجبورِ غم و آلام رہتا تھا
وہ کس درجہ ہے شاداں، گنبدِ خضرا کے سائے میں
سکونِ دل جو ملتا ہے تو ملتا ہے یہاں آ کر
ہے دردِ دل کا درماں، گنبدِ خضرا کے سائے میں
یہاں ہر شخص کے چہرے پہ مَیں نے نُور دیکھا ہے
فزوں ہے جذبِ ایماں، گنبدِ خضرا کے سائے میں
حضورِ پاکؐ کی عظمت کا اندازہ کہاں ممکن
خِرَد ہے سخت حیراں، گنبدِ خضرا کے سائے میں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ نعت اب مسجدِ نبویؐ میں بیٹھا لکھ رہا ہوں میں
خدا کا ہے یہ احساں، گنبدِ خضرا کے سائے میں
اگر مجھ سے کوئی پوچھے کہ جنت تم نے دیکھی ہے
تو مَیں کہہ دوں گا: ہاں ہاں، گنبدِ خضرا کے سائے میں
حضورِ پاکؐ کو اُمّت سے جو اُلفت ہے اے بزمیؔ
وہ ہر دم ہے نمایاں، گنبدِ خضرا کے سائے میں

(پروفیسر خالد بزمی)

○☆○☆○

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۸

دل جس سے زندہ ہے وہ تمنّا تمھی تو ہو
ہم جس میں بس رہے ہیں وہ دنیا تمھی تو ہو

پھوٹا جو سینۂ شبِ تارِ اَلَست سے
اُس نورِ اولیں کا اُجالا تمھی تو ہو

سب کچھ تمھارے واسطے پیدا کیا گیا
سب غایتوں کی غایتِ اولیٰ تمھی تو ہو

اِس محفلِ شہود کی رونق تمھی سے ہے
اِس محملِ نمود کی لیلیٰ تمھی تو ہو

جلتے ہیں جبرئیلؑ کے پَر جس مقام پر
اُس کی حقیقتوں کے شناسا تمھی تو ہو

جو ماسوا کی حد سے بھی آگے گزر گیا
اے رہ نوردِ جادۂ اَسریٰ! تمھی تو ہو

پیتے ہی جس کے زندگی جاوداں ملی
اُس جانفزا زُلال کے مینا تمھی تو ہو

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اٹھ اٹھ کے لے رہا ہے جو پہلو میں چٹکیاں
وہ درد دل میں کر گئے پیدا تمھی تو ہو
دنیا میں رحمت دوجہاں اور کون ہے
جس کی نہیں نظیر وہ تنہا تمھی تو ہو
گرتے ہوؤں کو تھام لیا جس کے ہاتھ نے
اے تاجدار یثرب و بطحا تمھی تو ہو

(ظفر علی خاں)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۹

سرشارِ جامِ بادۂ اِقْرا تمُھی تو ہو
اُمّی ہو اور علم سراپا تمُھی تو ہو
لاریب عبدہٗ کا اشارا تمُھی تو ہو
سیّاح ملکِ عالمِ بالا تمُھی تو ہو
پہنچائے عرش تک جو، وہ زینہ تمُھی تو ہو
جاتا ہے تا بہ خُلد جو رستا تمُھی تو ہو
تم رحمتِ تمام، تمھارا ہے فیضِ عام
ٹُوٹے ہوئے دلوں کا سہارا تمُھی تو ہو
جو ربِ کائنات کو بھی دل پسند ہے
کردار کا وہ اعلیٰ نمونہ تمُھی تو ہو
صحرا سمٹ کے ذرہ بنا، عجز کا کمال
صحرا ہو جس میں بند، وہ ذرّا تمُھی تو ہو
انسانوں میں بلند ہے نبیوں کا مرتبہ
اور انبیاء میں ارفع و اعلا تمُھی تو ہو

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَخلاق میں جواب تمہارا نہیں کوئی
حُسنِ معاملات میں یکتا تمُہی تو ہو

لب پر تمہارا نام جو آیا ' سکوں ملا
ہر رنج' ہر اَلم کا مداوا تمُہی تو ہو

عالَم ہے دردِ ہجر کا اب بحرِ بے کراں
اِس بحرِ بے کراں کا کنارا تمُہی تو ہو

اب کے مدینہ جاؤں تو آؤں نہ لَوٹ کر
آقا خلشؔ کے دل کی تمنّا تمُہی تو ہو

(رشیدالزماں خلشؔ)

○☆○☆○

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳۰

شامِ اَلم کی صبحِ فروزاں تمُہی تو ہو
میرے جہاں کے مہرِ درخشاں تمُہی تو ہو

شاہوں سے بڑھ کے جس کے غلاموں کا ہے مقام
اقلیمِ زندگی کے وہ سُلطاں تمُہی تو ہو

جس کی شگفتگی پہ بہاروں کو ناز ہے
خُلدِ بریں کے وہ گُلِ خنداں تمُہی تو ہو

راہِ نجات رھروِ ہستی کو مل گئی
تیرہ شبی میں کوکبِ تاباں تمُہی تو ہو

راسخؔ ہے دردِ عشق و محبت سے مُضطرِب
اِس غمزدہ کے درد کا درماں تمُہی تو ہو

(راسخ عرفانی)

○☆○☆○

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳۱

پُوچھو نہ فرشتوں سے، نہ اِنسان سے پُوچھو
عظمت شہِ اَبرارؐ کی قرآن سے پُوچھو

ہو دوست کہ دشمن، کوئی تخصیص نہیں ہے
کیا خُلقِ نبیؐ ہے، کسی انسان سے پُوچھو

کتنا شہِ اَبرارؐ کی سیرت پہ عمل ہو
یہ بات ذرا اپنے ہی ایمان سے پُوچھو

سرکارِ دو عالم کی اِطاعت کا طریقہ
صدیقؓ و عمرؓ، حیدرؓ و عثمانؓ سے پُوچھو

اے حلقہ بگوشانِ شہِ یثرب و بطحا
کیا لطفِ غلامی ہے، یہ سلمانؓ سے پُوچھو

بِدحت کا ہے انداز کہ معراجِ تخیّل
عرفانِ پیمبرؐ، دلِ حسانؓ سے پُوچھو

کس شان کا ہو احمدِ مُرسَل کا قصیدہ
اعجازؔ یہ اللہ کے دیوان سے پُوچھو

(اعجاز رحمانی)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳۲

مدینے کا سفر ہے اور مَیں نم دیدہ نم دیدہ
جبیں افسردہ افسردہ، قدم لغزیدہ لغزیدہ
چلا ہوں ایک مجرم کی طرح میں جانبِ طیبہ
نظر شرمندہ شرمندہ، بدن لرزیدہ لرزیدہ
کسی کے ہاتھ نے مجھ کو سہارا دے دیا ورنہ
کہاں مَیں اور کہاں یہ راستے پیچیدہ پیچیدہ
غلامانِ محمدؐ دُور سے پہچانے جاتے ہیں
دلِ گرویدہ گرویدہ، سرِ شوریدہ شوریدہ
کہاں مَیں اور کہاں اِس روضۂ اقدس کا نظارا
نظر اِس سمت اُٹھتی ہے مگر دُزدیدہ دُزدیدہ
مدینے جا کے ہم سمجھے تقدّس کس کو کہتے ہیں
ہوا پاکیزہ پاکیزہ، فضا سنجیدہ سنجیدہ
بصارت کھو گئی لیکن بصیرت تو سلامت ہے
مدینہ ہم نے دیکھا ہے مگر نادیدہ نادیدہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہی اقبالؔ جس کو ناز تھا کل خوش مزاجی پر
فراقِ طیبہ میں رہتا ہے اب رنجیدہ رنجیدہ

(اقبال عظیمؔ)

○☆○☆○

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۴۴

خوشبو ہے دو عالم میں تری اے گُلِ چیدہ
کسی منہ سے بیاں ہوں ترے اوصافِ حمیدہ

تجھ سا کوئی آیا ہے نہ آئے گا جہاں میں
دیتا ہے گواہی یہی عالم کا جریدہ

اے ہادیٔ برحقؐ! تری ہر بات ہے سچی
دیدہ سے بھی بڑھ کر ہے ترے لب کا شنیدہ

اے رحمتِ عالمؐ! تری یادوں کی بدولت
کس درجہ سکوں میں ہے مرا قلبِ تپیدہ

تو روحِ زمن، روحِ چمن، روحِ بہاراں
تو جانِ بیاں، جانِ غزل، جانِ قصیدہ

ہے طالبِ اَلطاف، مرا حالِ پریشاں
محتاجِ توجّہ ہے مرا رنگِ پَریدہ

خیرات مجھے اپنی محبت کی عطا کر
آیا ہوں ترے در پہ بہ دامانِ دَریدہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یوں دُور ہوں تائب میں حریمِ نبویؐ سے
صحرا میں ہو جس طرح کوئی شاخ بریدہ

(حفیظ تائب)

○☆○☆○

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کونین کے سردار ہیں مدفونِ مدینہ
مدفونِ مدینہ، دُرِّ مکنونِ مدینہ

قرطاس پہ پھول اور ستارے اُتر آئے
جب آیا لبِ خامہ پہ مضمونِ مدینہ

ہے کس کی مجال اِس پہ اٹھائے کوئی مصرع
مرقوم ہے یوں مصرعِ موزونِ مدینہ

اُس خاک نے چُومے ہیں محمدؐ کے کفِ پا
ہے دارِ اماں خطۂ مصئونِ مدینہ

حق جوئی و حق گوئی کی ہر کوششِ مشکور
ہوتی ہے دل و جان سے ممنونِ مدینہ

جس عقدۂ مشکل کا جنیوا میں نہیں حل
اُس کے لئے موجود ہے قانون مدینہ

دنیا ہے خلیق! آج حقیقت سے گریزاں
ہونا ہی پڑے گا اسے مرہونِ مدینہ

(خلیق قریشی)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

۳۵

اے کہ ترا وجودِ پاک دشمنِ فتنہ پروری
اے کہ شکست کر دیا تو نے طلسمِ آزری
تیری جناب دم بخود، بولہبی و خود سری
تیرے حضور سرنگوں، دبدبۂ سکندری
اے کہ تری ادا ادا، فاتح قلبِ سومنات
اے کہ تری نظر نظر، حاصلِ حُسنِ دلبری
اے کہ دکھا دکھا دیا، تو نے جمالِ حق نما
اے کہ مٹا مٹا دیا تو نے غرورِ کافری
عرش سے فرش تک ترے حُسن کی جلوہ پاشیاں
فرش سے عرش تک تری جلوہ گہِ پیمبری
اے کہ ترا قدم قدم، منزلِ امن و عافیت
اے کہ ترا نفس نفس، دعوتِ اوج و برتری
تجھ سے نکھر نکھر گیا چہرۂ صدقِ کائنات
تجھ سے لرز لرز اُٹھی روحِ فسونِ زرگری

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تجھ سے ملا زمانے کو، نظم و نظامِ حق شناس
تیرے بغیر تھی بہت، زُلفِ جہاں کی اُبتری
گنبدِ سبز کے مکیں، خاتمِ دہر کے نگیں
شاہدِ محفلِ یقیں، گوہرِ تاجِ سروری
تیرے قبائے کہنہ میں، دولتِ دو جہاں کا راز
تیرے قدم میں سجدہ ریز، سطوتِ حُسنِ قیصری
صَلِّ عَلیٰ محمدٍ، صَلِّ عَلیٰ محمدٍ
دوّر اِسی اسمِ پاک سے، دونوں جہاں کی برتری

(دور ہاشمی کانپوری)

○☆○☆○

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳۶

مطلعِ نورِ ھُدیٰ ہے سُنّتِ خیرُ الوریٰ
مشعلِ راہِ خدا ہے سُنّتِ خیرُ الوریٰ

شرحِ دینِ کبریا ہے سُنّتِ خیرُ الوریٰ
اصلِ حُبّ مصطفیٰؐ ہے سُنّتِ خیرُ الوریٰ

کیوں نہ ہو نامِ محمدؐ کلمۂ طیّب کے ساتھ
شرحِ توحیدِ خُدا ہے سُنّتِ خیرُ الوریٰ

بوستانِ دینِ حق میں' گلشنِ اسلام میں
غنچۂ' راحت فزا ہے سُنّت خیرُ الوریٰ

اہلِ سُنّت کو میسّر کیوں نہ ہو حق کی رضا
کاشفِ رمزِ خُدا ہے سُنّتِ خیرُ الوریٰ

ہے وہی قائد امام و پیر و مُرشد مُعتبر
جو سُدا کرتا ادا ہے سُنّتِ خیرُ الوریٰ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہم کو بس کافی ہیں دو ہادی ہدایت کے لئے
ایک قرآں' دوسرا ہے سُنّتِ خیرُ الوریٰ

(عبدالکریم مسلم)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳۷

غارِ حرا تھی منزلِ خلوت حضورؐ کی
فتحِ مُبین بن گئی ہجرت حضورؐ کی
تکمیلِ کائنات ہے بعثت حضورؐ کی
اور اُمتوں میں خیر ہے اُمّت حضورؐ کی
تیغوں کے سائے میں بھی تبسّم لبوں پہ تھا
صَلِّ عَلیٰ یہ شانِ عزیمت حضورؐ کی
معیار زندگی کا ہے کردارِ مصطفیٰؐ
قرآں تمام سیرت و صورت حضورؐ کی
وہ ساحلِ مراد سے ہوتا ہے ہمکنار
جس دل میں مَوجزن ہو محبت حضورؐ کی
نغمے مچل رہے ہیں درود و سلام کے
جاری ہے ہر زباں پہ مدحت حضورؐ کی
لا رَیب اِس سے بڑھ کے سعادت نہیں ثمرؔ
ہو جائے گر نصیب زیارت حضورؐ کی

(عبدالکریم ثمرؔ)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳۸

لازم ہے مومنوں پہ اطاعت رسولؐ کی
دل میں ہو جاگزیں محبتِ رسولؐ کی

اعلانِ حق کیا ہے جہاں میں رسولؐ نے
حق نے بیان کی ہے رسالت رسولؐ کی

سب سے بڑے امین تھے دنیا میں آں حضورؐ
مخفی نہیں کسی پہ امانت رسولؐ کی

سچّا تھا کون آپؐ سے بڑھ کر جہان میں
مشہور ہے جہاں میں صداقت رسولؐ کی

قرآں گواہ آپؐ کے خُلقِ عظیم کا
روشن تر آفتاب سے سیرت رسولؐ کی

بعد از خدا نبیؐ کی اطاعت ہے ہم پہ فرض
ایمان کی ہے جان اطاعت رسولؐ کی

مومن وہ اپنے آپ کو کہتا ہے کس طرح
رکھتا نہیں جو دل میں محبت رسولؐ کی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سب سے بلند جیسے محمدؐ کی شان ہے
یُوں ہی بلند شان ہے اُمّت رسولؐ کی
دنیا میں جس کا سُنّتِ نبویؐ پہ ہو عمل
ہو گی نصیب اُس کو شفاعت رسولؐ کی
اُمّت میں سب سے افضل و برتر وہی تو ہے
حق سے ملی ہے جن کو مَعیّت رسولؐ کی
دنیا کا ذرّہ ذرّہ خُوشی سے چمک اُٹھا
جس دن ہوئی ظہور ولادت رسولؐ کی

(محمد ظہور الحق ظہور)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳۹

تُو نے ہر شخص کی تقدیر میں عزّت لکھی
آخری خطبے کی صورت میں وصیّت لکھی
تُو نے کچلے ہوئے لوگوں کا شرف لوٹایا
عدل کے ساتھ ہی احسان کی دولت لکھی
سرحدِ رنگ بعنوانِ اخُوّت ڈھائی
وَرقِ دہر پہ ہر سَطرِ محبت لکھی
تُوَ نے ہر ذرّے کو سُورج سے ہم آہنگ کیا
تُوَ نے ہر قطرے میں اِک بحر کی وُسعت لکھی
تیرے اوصاف فقط تجھ سے بیاں ہوتے ہیں
نعت خُود لکھی، بہ پیرایۂ سیرت لکھی
سلسلے بند کئے، مُہر لگا دی تُو نے
صفحۂِ ارض پہ اِک آخری اُمّت لکھی
خالد احمد تری نسبت سے ہے خالد احمد
تُو نے پاتال کی قسمت میں بھی رفعت لکھی

(خالداحمد)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۴۰

گماں پہ فتح اگر قوتِ یقیں سے ملی
یقیں کی دولتِ بیدار ہم کو دیں سے ملی
عرب کی خاک کی ممنون کیوں نہ ہو دنیا
کہ دیں کی نعمت اُسی پاک سرزمیں سے ملی
ہدایت ایسی جو قائم رہے قیامت تک
خدائے پاک کے پیغامِ آخریں سے ملی
ہوئی رسولؐ سے ملت کو زندگی حاصل
اگرچہ فرد کو جاں جان آفریں سے ملی
محمدِؐ عربی سے ہے آبروئے جہاں
کہ اِس مکان کو عزت اِسی مکیں سے ملی
نمونہ سب کے لئے ہے نبیؐ کی سیرت میں
کہ جو نظیر بھی ڈھونڈی گئی یہیں سے ملی
ذرا بھی حشر و جزا و سزا میں شبہ نہیں
کہ یہ خبر ہمیں اِک صادق و امیں سے ملی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زمیں پہ جُھک کے جو عرشِ بریں پہ پہنچی تھی
ہمیں بلندیؒ مقصد اُسی جبیں سے ملی
خدا کے واسطے جینا بھی اور مرنا بھی
یہ تربیت عجب اندازِ دل نشیں سے ملی
اسی طرح سے رہا ہے یہ سلسلہ جاری
کہ ہم نشیں کو یہ تعلیم ہم نشیں سے ملی
بھلا کسے تھی تمیزِ حقوقِ انسانی
یہ مصطفیٰ ؐ ہی کے اعلانِ آخریں سے ملی
عطا ہوا جو نظام اب کبھی نہ بدلے گا
تسلّی اِس کی ہمیں ختمِ مرسلینؐ سے ملی
اسؔد فیوضِ درِ مصطفیٰ ؐ کا کیا کہنا
بشر کو جو بھی سعادت ملی یہیں سے ملی

(اسد ملتانی)

○☆○☆○

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۴۱

سلام اے آمنہ کے لالؐ اے محبوبِ سبحانیؐ
سلام اے فخرِ موجودات فخرِ نوعِ انسانی

ترے آنے سے رونق آ گئی گلزارِ ہستی میں
شریکِ حالِ قسمت ہو گیا پھر فضلِ ربّانی

سلام اے صاحبِ خلقِ عظیم انساں کو سکھلا دے
یہی اعمالِ پاکیزہ یہی اشغالِ روحانی

تری صورت تری سیرت ترا نقشہ ترا جلوہ
تبسّم گفتگو بندہ نوازی خندہ پیشانی

زمانہ منتظر ہے اب نئی شیرازہ بندی کا
بہت کچھ ہو چکی اجزائے ہستی کی پریشانی

زمیں کا گوشہ گوشہ نُور سے معمُور ہو جائے
ترے پَرتو سے مل جائے ہر اک ذرّے کو تابانی

حفیظِ بے نوا بھی ہے گدائے کوچۂ اُلفت
عقیدت کی جبیں تیری مروّت سے ہے نورانی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترا در ہو، مرا سر ہو، مرا دل ہو، ترا گھر ہو
تمنّا مختصر سی ہے مگر تمہید طُولانی

(حفیظ جالندھری)

○☆○☆○

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۴۲

جو سینۂ سحر میں کرتا ہے ضَوفشانی
وہ نُورِ مصطفیٰؐ ہے اللہ کی نشانی

قرآن پڑھ کے دیکھا، توصیف ہے نبیؐ کی
نعتِ حبیب گویا، رحمٰن کی زبانی

آنکھوں میں اُن کا جلوہ، سانسوں میں اُن کی خوشبو
پوشیدہ جس طرح ہوں الفاظ میں معانی

رنگ و نسب کے سارے اَصنام توڑ ڈالے
اُن کی نظر میں یکساں، رومی و تُرکمانی

ذکر اُن کا ہی رہے گا، باقی نہ کچھ رہے گا
کیا بحر کا کنارا، کیا موج کی روانی

جو ہو سکے بیاں وہ، ہرگز نہیں یہ قِصّہ
جو ختم ہو سکے گی، یہ وہ نہیں کہانی

جو نعت کہ کہی ہے تُو نے رفیق اُن کی
احسان یہ بھی اُن کا، اُن کی ہی مہربانی

(محمد رفیق چودھری)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۴۳

یہی ہے دو جہاں کی بادشاہی
رُخِ احمدؐ دکھا دے یا الٰہی!
وہ یکتائے زمانہ آپؐ ٹھہرے
ملی نبیوں کی جن کو سربراہی
بلندی آپؐ کے فکر و نظر میں
مقامِ عرش کے ہیں آپؐ راہی
خدا کے بعد رُتبہ صرف اُن کا
کلامُ اللہ دیتا ہے گواہی
وہ خورشیدِ حقیقت بن کے اُبھرے
مِٹائی کفر و باطل کی سیاہی
وہ خود کیا ہوں گے جن کی پیروی سے
غلاموں کو ملی ہے کج کُلاہی
گدائی اُن کی رضوانی بہت ہے
مجھے مطلوب کیوں ہو تختِ شاہی

(تبسم رضوانی)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۴۴

بس پیکرِ نُزہت کی دل میں مرے یاد آئی
خوشبو سے مہک اُٹھی ویران سی تنہائی
کی حُسنِ مجسّم کی خالق نے پذیرائی
یُونہی نہیں حسرت سے ہر آنکھ تمنّائی
دیکھے تو کوئی جا کر اُس حُسن کی رعنائی
کِھل جائے کلی دل کی قربان ہو بینائی
کس آنکھ نے دیکھی ہے یہ فقر کی دارائی
شاہوں کی بھی عظمت نے کی در پہ جبیں سائی
اسرار قیامت میں مایوسی کا عالم تھا
اِک اشکِ ندامت کی پونجی مرے کام آئی

(اسرار سہاروی)

○☆○☆○

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

۴۵

صبا یہ کس کی آمد کی نویدِ جاں فزا لائی
اُٹھا اک ابرِ رحمت اور بہاروں پر بہار آئی

کِھلا ہے پھُول اِک ایسا عرب کے کوہساروں میں
کسی گُل نے نہیں عالم میں ایسی رنگ و بو پائی

ہے دیکھو آمنہ کے گھر میں وہ دُرِّ یتیم آیا
کسی نے ساری دنیا میں نہ جس کی ہمسری پائی

عطا اُن کو خدا نے کی ہے خوبی سارے نبیوں کی
مِلا ہے حُسنِ یوسفؑ اور عیسیٰؑ کی مسیحائی

یہ اُن کا نُور ہے جس نے منوّر کر دیئے سینے
بھلا ایسی ضیا ہے ماہ و انجم نے کہاں پائی

اُنہی کا ذکر ہی وجۂ سکونِ دیدہ و دل ہے
ہے دل کو گر قرار آیا تو آنکھوں نے جلا پائی

ملائک کر رہے تھے چشمِ حیرت سے یہ نظارہ
شبِ معراج جو معراج اِک انسان نے پائی

(منظور الٰہی منظور)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ اللہ کتنا اُونچا ہے مقامِ مصطفےٰؐ
شاہ کا بھی شاہ ہوتا ہے غلامِ مصطفےٰؐ

ساری دنیا کو کیا انسانیت سے آشنا
ساری دنیا پر ہے واجب احترامِ مصطفےٰؐ

اُس کو دنیا کی کوئی طاقت مِٹا سکتی نہیں
جس کے دل پر ہو گیا ہے نقش نامِ مصطفےٰؐ

کس لئے وہ ہاتھ پھیلائے کسی کے سامنے
آبِ کوثر کا امیں ہے تشنہ کامِ مصطفےٰؐ

ذرّہ ذرّہ یہ گواہی دے رہا ہے دہر کا
انبیاء میں سب سے افضل ہے مقامِ مصطفےٰؐ

انبیاء میں اوّلیں ہیں اور ختمُ المرسلیں
ہے ازل سے تا ابد اوجِ مقامِ مصطفےٰؐ

آفتیں ٹل جائیں گی، سب گردشیں تھم جائیں گی
صدقِ دل سے کر لے واحدؔ وِردِ نامِ مصطفےٰؐ

(واحد پریمی)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۴۷

دنیا کو گمرہی سے نکالا حضورؐ نے
تاریک وادیوں کو اُجالا حضورؐ نے
دیوار گر رہی تھی مساوات و عدل کی
حُسنِ عمل سے اُس کو سنبھالا حضورؐ نے
انسانِ خود پرست و جہالت پسند کو
روحانیت کے سانچے میں ڈھالا حضورؐ نے
اَیوانِ کفر و شرک کی بنیاد ہِل گئی
فرطِ جلال میں جو کہا "لا" حضورؐ نے
جو دل میں بس رہا تھا بعنوانِ احترام
اُس چور کو بھی دل سے نکالا حضورؐ نے
بے رنگیوں کو رنگِ محبت عطا کیا
بے کیفیوں کو کیف میں ڈھالا حضورؐ نے
وحدانیت کا پرچمِ نوری کیا بلند
دے کر بتوں کو دیس نکالا حضورؐ نے

(عارف سیالکوٹی)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۴۸

سلام اُس پر جسے حق نے عطا کی شانِ یکتائی
سلام اُس پر کہ جس کے نُور سے ہم نے ضیا پائی
سلام اُس پر جو بن کر رحمتہ للعالمیں آیا
علم بردارِ دیں بن کر سپہ سالارِ دیں آیا
سلام اُس پر کہ عبدیّت بھی جس پر ناز کرتی ہے
ثریّا سے پرے انسانیت پرواز کرتی ہے
سلام اُس پر کہ آدابِ معیشت جس نے سِکھلائے
سلام اُس پر قوانینِ سیاست جس نے سمجھائے
سلام اُس پر کہ جس کا نام روشن ہے امانت میں
صداقت میں، شجاعت میں، شرافت میں، دیانت میں
سلام اُس ماہِ کامل پر کہ پَرتو چار ہیں جس کے
ابوبکرؓ و عمرؓ عثمانؓ و حیدرؓ یار ہیں جس کے
سلام اُس پر کہ دینِ حق مکمل کر دیا جس نے
جہاں سارا خدا کی نعمتوں سے بھر دیا جس نے

(خوشی محمد ناظر)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھٹکے ہوؤں کو راہ دکھائی ہے آپؐ نے
بگڑی بشر کی آ کے بنائی ہے آپؐ نے
انسانیت کو جہل کے تاریک دشت میں
ہر ظلم سے نجات دلائی ہے آپؐ نے
نالاں تھی جس کے ہاتھ سے بزمِ جہاں بہت
وہ دشمنی دلوں سے مٹائی ہے آپؐ نے
راہِ خدا میں حق کی حفاظت کے واسطے
تکلیف ہر طرح کی اُٹھائی ہے آپؐ نے
اخلاص اور علم کے زیور سے بے گماں
ہر محفلِ حیات سجائی ہے آپؐ نے
باطل کی کارگاہِ ضلالت میں بے خطر
آوازِ حق جہاں کو سنائی ہے آپؐ نے
باطل کے نقش لوحِ جہاں سے مٹا کے سب
حق کی لگن دلوں میں لگائی ہے آپؐ نے

(منظور حسین منظور)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۵۰

انسانیت کا درس پڑھایا حضورؐ نے
بندوں کو رب سے آ کے ملایا حضورؐ نے
جب کفر و شیطنت کا بہر سمت راج تھا
ایمان کا چراغ جلایا حضورؐ نے
آپس میں قتل و ظلم تھا جس قوم کا شعار
اُس کو ہے بھائی بھائی بنایا حضورؐ نے
حق کا صفات و ذات میں کوئی نہیں شریک
توحید کا یہ نکتہ بتایا حضورؐ نے
اللہ وحدہٗ کی عبادت کریں سبھی
جامع سبق یہ یاد کرایا حضورؐ نے
خندہ جبیں سے رنج و الم بہرِ حق سہے
جینے کا ڈھب ہے ہم کو سکھایا حضورؐ نے
غیروں کے آستاں پہ تھا انساں سرنگوں
چوکھٹ پہ ایک ہی کی جُھکایا حضورؐ نے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باطن میں عشقِ حق کے فروزاں کیے چراغ
اُجڑے ہوئے دلوں کو بسایا حضورؐ نے
اک پیکرِ حسین تھے خُلقِ عظیم کے
کیا مُنفرد مقام ہے پایا حضورؐ نے
طائف میں سنگ کھائے مگر بددعا نہ دی
عظمت کا نقش اپنی بٹھایا حضورؐ نے
اُمت کے واسطے تھے جناب اُسوۂ عمل
جو کچھ کہا وہ کر کے دکھایا حضورؐ نے

(قیام الدین الحسینی)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۵۱

بیچ ہیں دونوں جہاں میری نظر کے سامنے
مَیں کھڑا ہوں روضۂ خیرُ البشرؐ کے سامنے
جھلملانے لگ گئیں روضے کی روشن جالیاں
اک نیا منظر ہے میری چشمِ تر کے سامنے
اُڑ گئی میرے گناہوں کی سیاہی اُڑ گئی
ظلمتِ شب جس طرح نُورِ سحر کے سامنے
مانگتا ہوں جس قدر ملتا ہے کچھ اس سے سوا
ہر دعا شرمندہ رہتی ہے اثر کے سامنے
اک جگہ پر دونوں محوِ استراحت ہی نہیں
گھر بھی ہے صدیقؓ کا حضرت کے گھر کے سامنے
تُو نے کار آمد بنایا زندگی اور موت کو
مقصد ایسا رکھ دیا نوعِ بشر کے سامنے
مَیں اسدؔ صحنِ حرم میں بیٹھتا ہوں اُس جگہ
ہو جہاں سے گنبدِ خضرا نظر کے سامنے

(اسدملتانی)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۵۴

مسرور کیا، سرشار کیا، اُس کالی کملی والے نے
سب ذرّوں کو گلزار کیا، اُس کالی کملی والے نے
غمناک اندھیرے دُور ہوئے تاریک نصیبے تابندہ
جب اُمّت کو بیدار کیا، اُس کالی کملی والے نے
کلیوں نے کہا سبحان اللہ، پھُولوں نے پکارا صلی اللہ
یہ گلشن لالہ زار کیا، اُس کالی کملی والے نے
توحید کا کلمہ پڑھوایا اور اِذنِ الٰہی سنوایا
پھر اُمّت کو ہشیار کیا، اُس کالی کملی والے نے
ہے سیّدِ عالم شمعِ جہاں، سرتاجِ رُسل، محبوبِ خدا
اِس دنیا کو ضَو بار کیا، اُس کالی کملی والے نے
جس سمت نگاہِ خاص اُٹھی اور زُلفِ مقدّس لہرائی
اُس سمت کو پُر انوار کیا، اُس کالی کملی والے نے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شیدائے رسول اکرمؐ ہے' دیدار کا خواہاں ہے اصغر
دل غیرتِ صد گلزار کیا' اُس کالی کملی والے نے

(اصغر مینائی)

○☆○☆○

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۵۳

رستہ جو ملا فخرِ رسالتؐ سے ملا ہے
منزل کا نشاں اُس کی قیادت سے ملا ہے
جب لے کے ترا نام کڑی دُھوپ میں نکلا
بھرپُور سکوں مجھ کو مسافت سے ملا ہے
ہم تیری محبت پہ کریں ناز نہ کیوں کر
جو ہم کو ملا تیری وساطت سے ملا ہے
ہونے کو زمانے میں ہوئے سینکڑوں مُنصِف
انصاف ہمیں تیری عدالت سے ملا ہے
رہتی ہیں اُسی نور سے معمُور یہ آنکھیں
جو نور مجھے ماہِ رسالت سے ملا ہے
آئی ہے کشش تیرے سبب نطق و بیاں میں
یہ حُسن ترے حسنِ بلاغت سے ملا ہے
پھر آنے لگیں شہرِ مدینہ کی ہوائیں
سرور کو بھی پیغام محبت سے ملا ہے

(سرور کاشمیری)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۵۴

جس میں ترا عکس اُتر گیا ہے
آئینہ وہی سنور گیا ہے
جو نام پہ تیرے مر گیا ہے
دنیا میں وہی نام کر گیا ہے
بیگانہ رہا جو تیرے در سے
کم بخت وہ دَر بدر گیا ہے
جس کو بھی مِلا ترا سفینہ
خوش بخت وہ پار اُتر گیا ہے
وہ نوَر کہ تھا حرا کی زینت
کونین میں اب بکھر گیا ہے
فردوس بکف ہوئیں وہ راہیں
جن راہوں سے توُ گزر گیا ہے
چڑھتا ہوا اَہرمَن کا دریا
آتے ہی ترے اَتر گیا ہے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جبریلؑ کی سدرہ تک رسائی
تو دُور سے دُور تک گیا ہے
صہبائیؔ بے نوا کے دل میں
تو اپنا ہی نور بھر گیا ہے

(اثر صہبائی)

○☆○☆○

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۵۵

یادِ نبیؐ کے لطف سے جو فیض یاب ہے
انساں وہ باکمال ہے اور کامیاب ہے
اے اہلِ علم دوستو! ایمان سے کہو
تعلیمِ شاہِ دیں کا جہاں میں جواب ہے؟
جس کے عمل کی اسوۂ احمدؐ پہ ہو اساس
اس کو نہ کوئی خوف، نہ کچھ اضطراب ہے
بنجر زمیں میں لالہ و گل ہیں مہک اٹھے
الطافِ مصطفیٰؐ کا یہ کیسا سحاب ہے!
پھیلی ہے اس کی بوئے محبت جہان میں
جو بھی نبیؐ کے باغ کا گل ہے، گلاب ہے
کردار بے مثال ہے، اسوہ ہے لاجواب
خلقِ عظیم آپؐ کا عکسِ کتاب ہے
محبوبِ ذوالجلال کی مدحت کا ہے ثمر
گوہر کے حسنِ شعر میں جو آب و تاب ہے

(گوہر ملسیانی)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۵۶

جب تک دیارِ پاکِ مدینہ میں ہم رہے
سب دُور دُور دل سے زمانے کے غم رہے
اللہ رے جذب و شوق کہ راہِ حبیبؐ میں
ہر راہ رو سے آگے ہی آگے قدم رہے
ہم اور کیفِ قرب و حضوری خوشا نصیب
ہر وقت زیرِ سایۂ بابِ حرم رہے
ہر شب شبِ برات تھی ہر روز روزِ عید
صہبائے حُسنِ دید سے باکیف و کم رہے
کیا کیا ہوئی ہیں قلب و نظر پر نوازشیں
محوِ تجلّیات بذوقِ اُتم رہے
تکمیلِ آرزو کا وہ عالم عجیب تھا
پیہم سُرور و کیف سے باچشمِ نم رہے
گمؔ ہو کے ایک جلوۂ بے رنگ و بُو میں ہم
تصویرِ ذوق و شوق زِ سر تا قدم رہے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہر جلوہ یوں تو جنتِ نظارہ تھا مگر
ہم محوِ دیدِ روضۂ شاہِ اُمَم رہے
وہ ارضِ پاک، اور یہ بے مایہ مشتِ خاک
حیرت ہے ہم مقیمِ دیارِ حرم رہے
یا رب مجھے یہ حُسنِ دو عالم نہیں قبول
پیشِ نظر حریمِ شہِ محترمؐ رہے
شیدائیٔ مدینہ اگر ہو تو اے حمیدؔ
ذکرِ حبیبؐ شام و سحرؔ دَم بدم رہے

(حمید صدیقی لکھنوی)

○☆○☆○

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کوئی کیا بتائے کہ چیز کیا، یہ گدازِ عشقِ رسولؐ ہے
جو نہاں ہو دل میں تو آگ ہے، جو نظر میں آئے تو پھول ہے

وہ ادا ہے کتنی لطیف تر، جو بنائے لطفِ رسولؐ ہے
وہ نگاہ کتنی حسین ہے، جو نگاہ اُن کو قبول ہے

جو نفس نفس کا ہے مدعا، نہ کہوں حضورؐ میں کیوں بھلا
کہ مرے نبیؐ کو پسند ہے مری داستاں میں جو طول ہے

تری جستجو میں جو آئے تو، مجھے موت بھی ہے عزیز تر
تری آرزو میں ملے اگر مجھے زندگی بھی قبول ہے

درِ مصطفیٰؐ کی تلاش تھی، مَیں پہنچ گیا ہوں خیال میں
نہ تھکن کا چہرے پہ ہے اثر، نہ سفر کی پاؤں پہ دُھول ہے

کوئی اہلِ دل ہی بتائے گا، کہ شعور کیا ہے، اصول کیا
تری جستجو ہی شعور ہے، تری آرزو ہی اصول ہے

یہی شاعر اپنی ہے آرزو، وہ دیار ہو میرے رُوبرو
کہ جہاں عطا کی ہیں بارشیں، کہ جہاں کرم کا نزول ہے

(شاعرلکھنوی)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۵۸

شمس و قمر کی ضَو ترے قدموں کی دَھول ہے
سارے رسولوں میں تو نرالا رسولؐ ہے
باغِ جہاں میں ہے ترے دم ہی سے تازگی
جوبن پہ تیرے نام سے ہر ایک پھول ہے
یکساں تیری نظر میں ہے آقا ہو یا غلام
انصاف لاجواب ہے، یکتا اَصول ہے
درکار ہے فقط تری رحمت کا آسرا
طیبہ کی راہ دُور نہ منزل میں طوَل ہے
زائر یہ رہ گزارِ مدینہ ہے دیکھ لے
خورشید ذرہ ذرّہ ہے ہر خار پھوَل ہے

(انجم وزیر آبادی)

○☆○☆○

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۵۹

محمدؐ کا ہمسر جہاں میں نہیں ہے
زمیں میں نہیں' آسماں میں نہیں ہے
محمدؐ کو دی جو فضیلت خدا نے
وہ حاصل کسی کو جہاں میں نہیں ہے
گئے اُس جگہ تک وہ معراج کی شب
کسی کے جو وہم و گماں میں نہیں ہے
ادا کس سے ہو اُن کی تعریف کا حق
یہ وُسعت کسی کے بیاں میں نہیں ہے
ظہور اُن کے دیدار سے بڑھ کے کوئی
تمنّا دلِ ناتواں میں نہیں ہے

(محمد ظہورالحق ظہور)

○☆○☆○

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۶۰

کہاں وہ بات کسی صاحبِ صفات میں ہے
جو بات ختمِ رُسلؐ ، فخرِ کائناتؐ میں ہے

کلامِ حق کی ہے تفسیر شانِ ختمِ رُسلؐ
ہر ایک مرضئ حق ان کی بات بات میں ہے

خزاں ہے ان کی نگاہوں کی بے رُخی کا اثر
بہار رقص کناں اُن کے اِلتفات میں ہے

ہے جاگزیں جو محبّت رسولؐ کی دل میں
اک آفتاب سا روشن اندھیری رات میں ہے

چمک جو اَن کی محبت کی دل میں ہے شایاںؔ
نہ مِہر و مہ، نہ جہاں کے جواہرات میں ہے

(شایاں رامپوری)

○☆○☆○

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رَخشندہ ترے حُسن سے رُخسارِ یقیں ہے
تابندہ تیرے عشق سے ایماں کی جبیں ہے
ہر گام تیرا ہم قدمِ گردشِ دوراں
ہر جادہ ترا رہ گزرِ خلدِ بریں ہے
ہر قول ترا حرفِ صداقت کا ہے ضامن
ہر فعل ترا حسنِ ارادت کا امیں ہے
جس میں ہو ترا ذکر، وہی بزم ہے رنگیں
جس میں ہو ترا نام، وہی بات حسیں ہے
چمکی تھی کبھی جو ترے نقشِ کفِ پا سے
اب تک وہ زمیں چاند ستاروں کی زمیں ہے
جُھکتا ہے تکبّر تری دہلیز پہ آ کر
ہر شاہ تری راہ میں اِک خاک نشیں ہے
چمکا ہے تری ذات سے انساں کا مقدّر
تو خاتمِ دوراں کا درخشندہ نگیں ہے
آیا ہے ترا اسمِ مبارک مرے لب پر
گرچہ یہ زُباں اِس کی سزاوار نہیں ہے

(صوفی غلام مصطفیٰ تبسم)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۶۲

موسیٰؑ سے سرِ طُور کلام اپنی جگہ ہے
سرکارِ مدینہ کا مقام اپنی جگہ ہے

کیوں ہو نہ رسُولوں میں سوا شانِ محمدؐ
تسبیح کے دانوں میں امام اپنی جگہ ہے

ہیں آج تونگر بھی، شہنشاہ بھی لیکن
سرکارِ دو عالم کا غلام اپنی جگہ ہے

بدلے تو بہت نظمِ جہاں گیر نے پہلو
لیکن میرے آقا کا نظام اپنی جگہ ہے

ہے چرخ چہارم پہ کوئی باغ جناں تک
عرشی میرے آقا کا مقام اپنی جگہ ہے

(عرشی علیگڑھی)

○☆○☆○

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

۶۳

مچی اِک دُھوم عالَم میں محمدؐ مصطفیٰ آئے
ہوا اِتمامِ دیں جن پر وہ ختمُ الانبیاء آئے
جہاں کے لوگ تھے سب مبتلائے کفر و گمراہی
اُنہیں ایمان کا رستہ دکھانے رہنما آئے
خُدا کو چھوڑ کر سب ہو چکے تھے لات و عُزّیٰ کے
خُدا کے نام کی عظمت کو محبوبِ خدا آئے
جہاں کو ہوش باقی تھا' نہ دنیا کا' نہ عقبیٰ کا
جہاں کی رہبری کو ہادیٔ ہر دوسرا آئے
کِھلے افسردہ غُنچے باغ میں اور بُلبلیں چہکیں
وہ گلزارِ جہاں میں صورتِ بادِ صبا آئے

(عبدالمجید سالک)

○☆○☆○

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

٦٤

وہ موجِ نور جو مشعل ہے کارواں کے لئے
وہ ذاتِ پاک جو رحمت ہے دو جہاں کے لئے
محمدِ عربیؐ ہاشمی و مطلبیؐ
بہت ہے نام یہ تسکینِ قلب و جاں کے لئے
"زباں پہ بار خدایا یہ کس کا نام آیا
کہ میرے نطق نے بوسے مری زباں کے لئے"
وہ اس کی دعوت حق بینی و خدا ترسی
نویدِ امن و مسرت ہے اِنس و جاں کے لئے
وہ اس کی بات رموزِ حیات کی تشریح
حدیثِ حکمت و دانش ہے نکتہ داں کے لئے
وہ اس کا عزم چٹانوں میں ڈال دے جو شگاف
ہے درسِ تیشہ زنی ہمتِ جواں کے لئے
وہ اُس کی سعیٔ عمل جس کی حسن کاری میں
نشاطِ کار ہے تنظیم گلستاں کے لئے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ اُس کا لطف کہ دشمن پہ بھی ہے چشمِ کرم
عطائے عام ہے بے مہر و مہرباں کے لئے
وہ مرتبہ کہ فرازِ فلک ہے زیرِ قدم
ہیں وجہِ فخر قدم اُس کے آسماں کے لئے
زہے نصیب جو ہر پیچ و خم سے واقف ہے
وہ خضرِ راہ ملا اپنے کارواں کے لئے

(حبیب احمد صدیقی)

○☆○☆○

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

٦٥

رسولِ مجتبیٰ کہئے، محمد مصطفیٰ کہئے
خدا کے بعد بس وہ ہیں پھر اس کے بعد کیا کہئے

شریعت کا ہے یہ اصرار ختمُ الانبیاء کہئے
محبت کا تقاضا ہے کہ محبوبِ خدا کہئے

جبین و رُخ محمدؐ کے تجلّی ہی تجلّی ہیں
کِسے شمسُ الضحیٰ کہئے، کِسے بدرُ الدجیٰ کہئے

جب اُن کا ذکر ہو دنیا سراپا گوش بن جائے
جب اُن کا نام آئے مرحبا صَلِّ علیٰ کہئے

غبارِ راہِ طیبہ سرمۂ چشمِ بصیرت ہے
یہی وہ خاک ہے جس خاک کو خاکِ شفا کہئے

صداقت پر بنا رکھی گئی ہے دینِ فطرت کی
اسی تعبیر کو انسانیت کا ارتقا کہئے

مری سرکار کے نقشِ قدم شمعِ ہدایت ہیں
یہ وہ منزل ہے جس کو مغفرت کا راستہ کہئے

(ماہرالقادری)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

٦٦

اے اُمّتِ غنودہ و انبوہِ بے وقار
چُپ کیوں ہے بول، پُوچھ رہا ہوں میں بار بار
کہتے تھے خود کو تم یدِ قدرت کے شاہکار
اور اب جہاں جہاں ہو غلط گو، زبوں شِعار
پہلے جو تھی وہ غیرت و جرأت کہاں گئی
اُس دل کو کیا ہوا، وہ شجاعت کہاں گئی
یہ اِتّفاق تھا وہ پیمبر مِلا تمہیں
صِدق و صفا و حِلم کا پیکر ملا تمہیں
صادق، امین، ساقیٔ کوثر ملا تمہیں
آئینہ طبع سیّد و سَرور ملا تمہیں
لازم تھا یہ تمہیں کہ بصد شُکرِ کردگار
کرتے شِعار احمدِ مختار، اختیار

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ظاہر کو دیکھنے میں بھلے آدمی ہو تُم
ناواقفِ سُرورِ مئے زندگی ہو تُم
اِنکار و اختلاف پہ مائل سبھی ہو تُم
سوچو تو رہروانِ رہِ خُودکُشی ہو تُم

تُم میں سے کون برسرِ پرخاش کیا نہیں
تَم اُمتیٔ احمدِ مُرسَل، نہیں، نہیں

یہ اُمتی کی شان نہیں ہے خدا گواہ
یزداں سے اختلاف، نبوّت میں اشتباہ
اِس علم و آگہی پہ بھی بنتے ہو کجکلاہ
مُروّت سے تُم پہ بند ہے خیر و اماں کی راہ

جب تک رہے ہو ایک، گراں سے گراں تھے تُم
اتنا تو سوچنا تھا کہاں ہو، کہاں تھے تَم

رکھا نہ تم نے خُلق و مروّت سے دل کو شاد
سینے میں گاہ بُغض بسایا، گہے عناد
غیروں کی شہ پر قوم میں برپا کئے فساد
لیکن نتیجتہً نہ بر آئی کوئی مراد

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہو منصبِ بلند تو آ گھیرتے ہیں لوگ
معزول دیکھتے ہیں تو منہ پھیرتے ہیں لوگ

تھے کل جو درسِ علم و بصیرت کے واسطے
زینہ بنے ہیں کفر و ضلالت کے واسطے
چھانٹا گیا تھا جن کو امانت کے واسطے
ایماں فروش ہو گئے دولت کے واسطے

انسانیت سے روح کے رشتے کو توڑ کر
پھرتے ہیں خوار دامنِ قرآں کو چھوڑ کر

غلبہ تمہارے دین پہ دنیا نے کر لیا
قبضہ خرد و ساغر و مینا نے کر لیا
پردہ تمہاری آنکھ سے عقبیٰ نے کر لیا
بے نور خود کو دیدۂ بینا نے کر لیا

ہاتھوں سے تم نے عدل و مساوات کھو دیئے
جو عرش آشنا تھے خیالات کھو دیئے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حجِ حرم کو عُرس کا میلہ سمجھ لیا
خیرات کو مصارفِ بے جا سمجھ لیا
سجدوں کو شرمناک تماشا سمجھ لیا
حیران ہوں کہ تم نے کیسے کیا سمجھ لیا
ڈھولک نے بابِ قلب کی زنجیر کھول دی
خاکِ مزار اُٹھائی تو سونے میں تول دی

(احسان دانش)

○☆○☆○

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۶۷

سلام اُس پر جو چمکا کفر کی کالی گھٹاؤں میں
سلام اُس پر جو نغمہ بن گیا روتی فضاؤں میں
سلام اُس پر جو اُٹھا ہاتھ میں تیغِ دو دَم لے کر
سلام اُس پر جو آیا ساتھ بارانِ کرم لے کر
سلام اُس پر جو جلوہ گر ہوا روشن جبیں ہو کر
سلام اُس پر جو آیا رحمۃٌ للعالمیں ہو کر
سلام اُس پر جو سویا بھی تو حالِ قوم پر رو کر
سلام اُس پر جو راتیں کاٹ دیتا خاک پر سو کر
سلام اُس پر جو دیتا ہے فقیروں کو بھی دارائی
سلام اُس پر جو دیتا ہے مریضوں کو مسیحائی

(قاضی اطہر مبارکپوری)

○☆○☆○

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سلام اُس پر کہ جس کو احمدِ مختارؐ کہتے ہیں
جسے اہلِ نظر اللہ کا شہکار کہتے ہیں

سلام اُس پر جو مثلِ ابرِ رحمت ہر طرف چھایا
پلٹ دی جس نے بس اِک آن میں اِس دہر کی کایا

سلام اَس پر کہ جس نے بے نواؤں کو زباں بخشی
سلام اَس پر کہ جس نے خوں کے پیاسوں کو اماں بخشی

سلام اُس پر کہ جس کی ہر ادا تفسیرِ قرآں ہے
سلام اُس پر کہ جس کا نام تسکینِ دل و جاں ہے

سلام اَس پر کہ جس کا ہر عمل ہے روحِ ایمانی
سِکھائے رہزنوں کو جس نے اوصافِ نگہبانی

سلام اُس پر کہ جس نے کھا کے پتھر پھُول برسائے
وہ جس نے گالیاں سُن کر دعا کو ہاتھ پھیلائے

سلام اَس پر جو آیا پیکرِ جُود و سخا بن کر
سلام اَس پر جو آیا مرکزِ صدق و صفا بن کر

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سلام اُس پر شتربانوں کو جس نے حکمرانی دی
سلام اَس پر کہ جس نے قلب و جاں کو شادمانی دی
سلام اَس پر کہ دائم جس کی تعلیمات زندہ ہیں
وہ جس کی زندگی کے سال، دن، لمحات زندہ ہیں
سلام اُس پر غلاموں کو عطا کی جس نے سلطانی
سکھائے بدّوؤں کو جس نے اندازِ جہانبانی
سلام اَس پر دل و جاں کو منوّر کر دیا جس نے
سلام اَس پر خزف ریزوں کو گوہر کر دیا جس نے،
سلام اُس پر جہاں کو جس نے ذِلّت سے نکالا ہے
جہالت سے بچا کر علم کے رستے پہ ڈالا ہے
سلام اَس پر کہ انسانوں کو انساں کر دیا جس نے
غلاموں کو زمانے بھر کا سلطاں کر دیا جس نے
سلام اَس پر رہِ تاریک جس سے جگمگا اٹھی
سلام اَس پر کہ جس سے کشتِ ایماں لہلہا اٹھی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سلام اُس پر کہ جو آیا رسولِ آخریںؐ بن کر
سلام اَس پر جو آیا شرح قرآنِ متیں بن کر

سلام اَس پر فزوں تر عقل سے جس کے فضائل ہیں
سلام اُس پر گدا و شاہ جس کے در کے سائل ہیں

سلام اُس پر کہ دیں جس نے دُعائیں گالیاں کھا کر
کیا پتھّر دلوں کو موم جس نے لطف فرما کر

سلام اَس پر صنم خانوں کو ویراں کر دیا جس نے
بہر سُو شمع وحدت کو فروزاں کر دیا جس نے

سلام اَس پر مٹائے آ کے جس نے جہل کے سائے
سلام اَس پر کہ جس نے علم کے اَنوار پھیلائے

سلام اَس پر پڑھایا ہے سبق جس نے صداقت کا
سُنائے گا بروزِ حشر جو مُژدہ شفاعت کا

سلام اَس پر کہ جس نے شرک کو مفقود کر ڈالا
وہ جس نے زعمِ باطل نیست و نابود کر ڈالا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سلام اُس پر دلوں کو آشنائے حق کیا جس نے
عرب کی خاک کے ذرّوں کو تاباں کر دیا جس نے
سلام اُس پر کہ جس کے نام لیوا جُھک نہیں سکتے
قدم بڑھتے ہوئے جن کے کبھی بھی رُک نہیں سکتے

(محمد اکرم رضا)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۷۹

سلام اُس پر، لقب تھا رحمۃُ لّلعالمیں جس کا
سلام اُس پر، کہ خود اِک نامِ نامی تھا امیں جس کا
سلام اُس پر، جو تھا ہمدرد، مُخلِص غم نصیبوں کا
سلام اُس پر، جو تھا غم خوار مسکینوں، غریبوں کا
سلام اُس پر یتیموں کا ہمیشہ جس نے غم کھایا
سلام اُس پر، جو دلسوزی سے بیواؤں کے کام آیا
سلام اُس پر، کہ جس نے بیکسوں کی کارسازی کی
سلام اُس پر، کہ خُو جس کی تھی ہمسایہ نوازی کی
سلام اُس پر، دیا عدل و اخوّت کا سبق جس نے
سلام اُس پر، سُنایا دہر کو پیغامِ حق جس نے
سلام اُس پر، عدُو پر جس نے رفق و لطف فرمائے
سلام اُس پر، عِوض پتھّر کے جس نے پھول برسائے
سلام اُس پر، جو بن کر "رحمۃٌ لّلعالمیں" آیا
سلام اُس پر، جو از سر تا قدم لُطف آفریں آیا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سلام اُس پر' دلِ عالم پہ جس نے بادشاہی کی
سلام اُس پر' بداندیشوں کی جس نے خیر خواہی کی
سلام اُس پر' جو تھا نوعِ بشر کا محسنِ اعظم
سلام اُس پر' جو تھا چشم و چراغ دُودۂ آدم
سلام اُس پر' مٹایا جس نے فرقِ خواجہ و مولا
سلام اُس پر' اٹھائی جس نے رسمِ بندۂ و آقا
سلام اُس پر' لُٹائے گنج ہائے سیم و زر جس نے
سلام اُس پر' نہ کھایا سیر ہو کر عمر بھر جس نے
سلام اُس پر' فقیری میں تھی جس کی شانِ سلطانی
سلام اُس پر' شتر بانوں کو دی جس نے جہانبانی
سلام اُس پر' سہے حق کے لئے رنج و محن جس نے
سلام اُس پر' خدا کی راہ میں چھوڑا وطن جس نے
سلام اُس پر' بچھونا تھا حصیرِ بوریا جس کا
سلام اُس پر' مصلّی تھا حریمِ کبریا جس کا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سلام اُس پر، کہ بوسیدہ تھی پارینہ رِدا جس کی
سلام اُس پر، کہ اِک کمبل تھا نورانی قبا جس کی
سلام اُس پر، کبھی آسودہ ہو کر جو نہ سوتا تھا
سلام اُس پر، کہ شب کے آخری حصّوں میں جو روتا تھا
سلام اُس پر، تھی شاہد بزمِ انجم جس کے "یا رب" کی
سلام اُس پر، کہ تھیں بیدار جس سے خلوتیں شب کی
سلام اُس پر، کہ سجدوں سے جبیں جس کی منوّر تھی
سلام اُس پر، کہ جس سے زینتِ محراب و منبر تھی
سلام اُس پر، کہ تھا پیغمبرِ اُمّی لقب جس کا
سلام اُس پر، کہ تھا فیضانِ ربّانی اَدب جس کا
سلام اُس پر، ہیں جس کی جلوہ گاہیں یثرب و بطحا
سلام اُس پر، کہ جس کی خواب گہ ہے گنبدِ خضرا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سلام اُس پر، جوارِ پاک جس کا رشکِ سینا ہے
سلام اُس پر، دیارِ مُحترم جس کا مدینہ ہے

(یحییٰ اعظمی)

○☆○☆○

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۷۰

سلام اُس پر کہ جس نے بیکسوں کی دستگیری کی
سلام اُس پر کہ جس نے بادشاہی میں فقیری کی
سلام اُس پر کہ اسرارِ محبت جس نے سمجھائے
سلام اُس پر کہ جس نے زخم کھا کر پھول برسائے
سلام اُس پر کہ جس نے خوں کے پیاسوں کو قبائیں دیں
سلام اُس پر کہ جس نے گالیاں سُن کر دعائیں دیں
سلام اُس پر کہ دشمن کو حیاتِ جاوداں دے دی
سلام اُس پر' ابوسفیانؓ کو جس نے اماں دے دی
سلام اُس پر کہ جس کا ذکر ہے سارے صحائف میں
سلام اُس پر' ہوا مجروح جو بازارِ طائف میں
سلام اُس پر' وطن کے لوگ جس کو تنگ کرتے تھے
سلام اُس پر کہ گھر والے بھی جس سے جنگ کرتے تھے
سلام اُس پر کہ جس کے گھر میں چاندی تھی' نہ سونا تھا
سلام اُس پر کہ ٹوٹا بوریا جس کا بچھونا تھا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سلام اُس پر جو سچائی کی خاطر دُکھ اٹھاتا تھا
سلام اُس پر جو بھوکا رہ کے اوروں کو کِھلاتا تھا
سلام اُس پر جو اُمّت کے لئے راتوں کو روتا تھا
سلام اُس پر جو فرشِ خاک پر جاڑے میں سوتا تھا
سلام اُس پر کہ جس کی سادگی درسِ بصیرت ہے
سلام اُس پر کہ جس کی ذات فخرِ آدمیّت ہے
سلام اُس پر کہ جس نے جھولیاں بھر دیں فقیروں کی
سلام اُس پر کہ مُشکیں کھول دیں جس نے اسیروں کی
سلام اُس پر کہ جس نے فضل کے موتی بکھیرے ہیں
سلام اُس پر بُروں کو جس نے فرمایا "یہ میرے ہیں"
سلام اُس پر کہ جس کی چاند تاروں نے گواہی دی
سلام اُس پر کہ جس کی سنگ پاروں نے گواہی دی
سلام اُس پر فضا جس نے زمانے کی بدل ڈالی
سلام اُس پر کہ جس نے کُفر کی قوّت کچل ڈالی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سلام اُس پر شکستیں جس نے دیں باطل کی فوجوں کو
سلام اُس پر کہ ساکن کر دیا طوفاں کی موجوں کو
سلام اُس پر کہ جس کے کافروں کے زور کو توڑا
سلام اُس پر کہ جس نے پنجۂ بیداد کو موڑا
سلام اُس پر، سرِ شاہنشی جس نے جھکایا تھا
سلام اُس پر کہ جس نے کُفر کو نیچا دکھایا تھا
سلام اُس پر کہ جس نے زندگی کا راز سمجھایا
سلام اُس پر کہ جو خود بدر کے میدان میں آیا
سلام اُس پر کہ جس کا نام لے کر اُس کے شیدائی
اُلٹ دیتے ہیں تختِ قیصریت، اوجِ دارائی
سلام اُس پر کہ جس کے نام لیوا ہر زمانے میں
بڑھا دیتے ہیں ٹکڑا سرفروشی کے فسانے میں
سلام اُس پر کہ جس کے نام کی عظمت پہ کٹ مرنا
مسلماں کا یہی ایماں، یہی مقصد، یہی شیوا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سلام اُس ذات پر جس کے پریشاں حال دیوانے
سُنا سکتے ہیں اب بھی خالدؓ و حیدرؓ کے افسانے

درُود اُس پر کہ جس کا نام تسکینِ دل و جاں ہے
درُود اُس پر کہ جس کے خُلق کی تفسیر قرآں ہے

درُود اُس پر کہ جس کی بزم میں قسمت نہیں سوتی
درُود اُس پر کہ جس کے ذکر سے سیری نہیں ہوتی

درُود اُس پر تبسّم جس کا گُل کے مُسکرانے میں
درُود اُس پر کہ جس کا فیض ہے سارے زمانے میں

درُود اُس پر کہ جس کا تذکرہ عینِ عبادت ہے
درُود اُس پر کہ جس کی زندگی رحمت ہی رحمت ہے

درُود اُس پر کہ جو تھا صدرِ محفل پاکبازوں میں
درُود اُس پر کہ جس کا نام لیتے ہیں نمازوں میں

(ماہرالقادری)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

ادارے کی دیگر اہم کتب

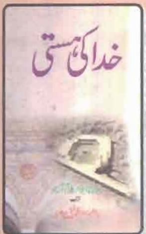

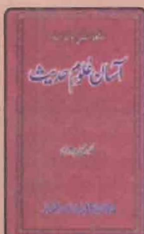

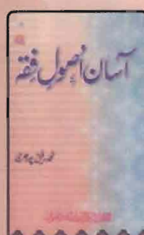

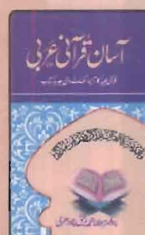

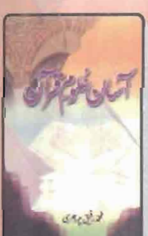

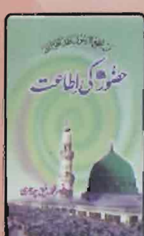

مکتبہ قرآنیات ○ لاہور
یوسف مارکیٹ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور